حضور
کا
مردے زندہ کرنا
تصنیف لطیف
مفسرِ اعظم پاکستان شیخ الحدیث والقرآن
حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی دامت برکاتہم العالیہ
ناشر
ادارہ تالیفاتِ اویسیہ
بہاولپور موبائل نمبر: 0321-6820890
0300-6830592

حضور ﷺ کا مردے زِندہ کرنا

تصنیف

مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث، مفتی ابوالصالح
حضرت علامہ فیض احمد اُویسی رضوی صاحب مدظلہ العالی

ناشر

اِدارہ تالیفاتِ اُویسیہ

نام کتاب: حضور ﷺ کا مُردے زندہ کرنا

مصنف: مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

باہتمام: محمد سُہیل اُویسی، کراچی۔ 0333-3184286

صوفی محمد مختار احمد اُویسی، بہاولپور

تصحیح: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ذاکراللہ نقشبندی مدظلہٗ

محمد یوسف القادری الرضوی

سن اشاعت: ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ/اپریل ۲۰۰۷ء

تعداد: ۱۰۰۰

صفحات: ۸۰

قیمت: ______ روپے

ناشر: ادارہ تالیفاتِ اُویسیہ، سرائیکی چوک، عیدگاہ روڈ، بہاولپور، پاکستان

موبائل: 0321-6820890 0300-6830592

ملنے کے پتے

مکتبہ اہلِ سنت، امین پور بازار، فیصل آباد۔

مکتبہ چشتیہ، بھیرہ شریف، سرگودھا۔

مکتبہ ضیائیہ، راولپنڈی

زاویہ پبلشرز، داتا دربار، لاہور۔

مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ وسبب تالیف

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اِحۡیَاءُ الۡمَوۡتٰی یعنی، مردے زندہ کرنا کُن کے متعلقات میں سے ہے۔ جیسا کہ دوسرے امور تکوینیہ بھی کن سے متعلق ہیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ احیاء الموتی تو منکرینِ کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ بھی مانتے ہیں انہیں تو صرف اپنے نبی کریم علیہ السلام اور آپ کی امت کے اولیاء کرام کے کمالات کا انکار ہے۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ میں بھی یہی عقیدہ ہے کہ مردوں میں روح لوٹانا یا جن میں روح نہیں ان میں روح پیدا کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا کام ہے کیوں کہ خالق حقیقی تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام تو صرف "قُمۡ بِاِذۡنِ اللّٰہ" فرمانا ہے ایسے ہی حضور سرورِ عالم ﷺ اور آپ کی امت کے اولیاء کے بارے میں ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ تخلیق تو اللہ تعالیٰ کی ہے ان کا کام کن یا قم فرمانا یا دعا فرمانا ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ احیاء الموتی کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو کمال کسی نبی علیہ السلام کو حاصل ہے اس سے بڑھ کر حضور نبی پاک ﷺ کو حاصل ہے بلکہ انہیں اور جملہ اہلِ کمال کو جو کمال نصیب ہوا وہ حضور نبی پاک ﷺ کے طفیل نصیب ہوا۔ فقیر اس رسالہ میں حضور نبی پاک ﷺ کے احیاء الموتی کے معجزات کے

ساتھ آپ کی امت کے کاملین اولیاء کی کرامات احیاء الموتی کے واقعات بھی پیش کرے گا تا کہ اہلِ اسلام کے عقیدہ کی پختگی ہو۔

یہ رسالہ عزیزم محمد سہیل اُویسی (کراچی) باب المدینہ (پاکستان) کی خواہش پر لکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فقیر کی کاوش قبول فرما کر اسے فقیر کا سرمایۂ آخرت بنائے اور ناشر عزیز کو سعادت دارین نصیب فرمائے اور اہلِ اسلام کے لئے مشعلِ راہ۔

والدین کو زندہ کیا:

سب سے پہلے حضور سرور عالم ﷺ کے والدین کے اِحیاء سے شروع کرتا ہوں یہ اس لئے اہم ہے کہ بعض بد بخت آپ کے والدین کے نہ صرف احیاء کے منکر ہیں بلکہ (معاذ اللہ) انہیں کافر اور جہنمی سمجھتے ہیں بلکہ اس مسئلہ میں مر مٹنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ فقیر نے اپنے اسلاف کے فیوض و برکات سے اس موضوع پر متعدد رسائل اردو و عربی تصنیف کئے ہیں۔ الحمد للہ اکثر مطبوعہ ہیں اس تصنیف میں بھی اس مسئلہ پر نہ صرف واقعہ پر اکتفاء کیا ہے بلکہ دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے اپنے والدین کریمین کو زندہ کر کے اپنی امت میں داخل فرمایا ہے۔ اس کے بعد باقی واقعات احیاء الموتی از نبی کریم ﷺ پیش کروں گا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۸ صفر المظفر ۱۴۲۷ھ

احادیثِ مبارکہ

ناظرین یادرکھیں کہ مخالفین یعنی، منکرینِ کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کواحیاء الموتی از مصطفیٰ ﷺ کی احادیث سے انکار نہیں ہوسکتا ان کے پاس صرف ایک حربہ ہے وہ یہ کہ یہ احادیث ضعیف اور موضوع ہیں یہ ان کی پرانی لاعلاج بیماری ہے ورنہ تمام محققین ومحدثین وائمہ کا متفقہ فیصلہ ہے ضعیف حدیث فضائل میں قابلِ قبول ہے اور موضوع بھی جب اس کی تائید صحیح حدیث سے مل جائے۔

(۱) عن عائشة رضي الله عنها قالت: أن النبي ﷺ نزل الحجون كئيباً حزيناً فأقام بها ما شاء الله ﷻ، ثم رجع مسروراً، قال: "سألتُ ربّي فأحيا لي أمي فآمنتْ بي، ثمّ ردّها" (رواه الطبراني في الأوسط)

ترجمہ: امام طبرانی نے معجم اوسط میں امّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بموقع حج الوداع کے حجون قبرستان مکہ معظمہ زاداللہ شرفاً وتکریماً میں نزول فرمایا، دراں حالیکہ حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش وخرم میرے پاس تشریف لائے۔ فرمایا، اے عائشہ! میں نے اپنے پاک پروردگار سے سوال کیا، اس نے اپنے فضل وکرم سے میری والدہ ماجدہ کو زندہ کردیا، اس نے میری نبوت ورسالت کی دعوت کو صدق دل سے تسلیم کرلیا پھر فوت ہوگئیں۔ (مواہب لدنیہ ص ۳۳، ماثبت بالسنہ ص ۱۳۷، التعظیم والمنہ سیوطی ص ۴)

(۲) شارح مواہب لدنیہ امام زرقانی فرماتے ہیں کہ مندرجہ ذیل حدیث شریف کو حضرت امام قرطبی اور طبری اور امام جلال الدین سیوطی اور خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے۔ امام حافظ الحدیث عمر بن محمد بن عثمان بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

"کتاب الناسخ والمنسوخ" میں حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ:

قالت: حجّ بنا رسول الله ﷺ فمرّ بي على عقبة الحجون وهو باكٍ حزين مغتم فبكيت بكاء ببكائه ثمّ أنه نزل فقال: "يا حميراء استمسكي" فاستندت إلى جنب البعير فمكث ملياً ثمّ عاد إليّ وهو فرح متبسّم، فقال: "ذهبت إلى قبر أمي، فسألت ربي أن يحييها فأحياها فآمنتْ بي" - (زرقاني على المواهب ص٦٦، ج١، زاد اللبيب ص٢٣٧، مواهب لدنية ص٣٣، ج١ مصري، ما ثبت بالسنة)

یعنی، بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کا ارادہ کیا۔ جب آپ نے مکہ معظّمہ زاداللہ شرفاً کے گورستان پر گزر کیا، اس وقت حضور پرنور تاجدار مدنی ﷺ فداہ ابی وامی گریہ وزاری اور حزن رنجیدگی کی حالت میں تھے۔ میں خود جناب کی گریہ وزاری کو دیکھ کر رو پڑی۔ حضور ﷺ اپنی سواری سے نیچے اُترے، فرمایا، اے عائشہ! سواری کی باگ روک لے، میں اپنی ناقہ (اُونٹنی) کو بٹھا کر اس کے پہلو سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئی۔ آپ وہاں کچھ مدّت ٹھہر کر واپس تشریف آور ہوئے۔ آپ بے حد خوش وخرم اور ہنس رہے تھے فرمایا، میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر گرامی پر گیا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا، بارخدا، میری والدہ گرامی کو ازسرِ نو زندہ کردے۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا سے اُن کو زندہ کردیا۔ اوراس نے میری دعوت کو قبول کرلیا۔

فائدہ : ان احادیث کو پڑھ کر اور سُن کر مخالفین موضوع وضعیف کا چکّر چلادیتے ہیں۔

لیکن اسلام کا شیدائی اُن کے چکّر میں اس لئے نہیں آتا کہ اسے علم ہے کہ یہ جملہ اُمور ممکنات میں سے ہیں بلکہ ایسے واقعات پہلے ہو چکے۔ اور اولیاء کرام میں بھی اس طرح کے واقعات ہوئے تو پھر سب کے آقا اور امام حضرت محمد عربی ﷺ کے لئے اِنکار کیوں؟

تفسیر ''روح البیان'' ج۱، ص ۱۴۷، بحوالہ تذکرہ امام قرطبی روایت کی ہے:

إن عائشة رضي الله عنها قالت: حجّ بنا رسول الله ﷺ ثم أنه نزل فقال: "يا حميراء (أي: عائشة) استمسكي" (أي: زمام الناقة) فاستندتُ إلى جنب البعير، فمكث عنّي طويلاً ثم عاد إليّ وهو فرح متبسّم، قالت: فماذا يا رسول الله؟ فقال: "ذهبت إلى قبر أمي آمنة، فسألت الله أن يحييها فأحياها فآمنتْ"۔

یعنی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعن والدیہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ حج کیا پھر حضور پرنور ﷺ نے حجون (قبرستانِ مکہ معظمہ) پر نزول فرمایا۔ کہا، اے عائشہ! مہار کو روک لے، میں اپنی سواری کو بٹھا کر اس کے پہلو سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئی، حضور ﷺ نے کچھ مدّت تک وہاں قیام کیا، پھر نہایت خوش وخرم واپس تشریف لائے اور خوشی کی وجہ سے ہنس رہے تھے۔ میں نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ! (میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں)۔ اس خوشی کا کیا مطلب اور کیا سبب ہے؟ فرمایا، اے عائشہ! میں اپنی والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ خاتون کی قبر شریف پر گیا تھا اور میں نے ربّ العزّت سے سوال کیا کہ بارِ خدایا میری والدہ محترمہ کو زندہ کر۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے اس کو زندہ کر دیا تو آپ نے میری نبوت ورسالت کو تسلیم کر لیا۔ پھر فوت ہو گئیں۔

(۴) نشر العالمین للسیوطی اور حافظ ابو بکر خطیب بغدادی نے کتاب "السابق واللاحق" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے:

قالت: حج بنا رسول الله ﷺ حجّة الوداع فمرّ بي على عقبة الحجون وهو باكٍ حزيناً، فبكيتُ ببكاء رسول الله ﷺ ثم نزل، فقال: "يا حميراء! استمسكي"، فاستندت إلى جنب البعير فكث عنّي طويلاً ثم أنه عاد إليّ وهو فرح متبسّم فقلت له: بأبي وأمي يا رسول الله نزلتَ من عندي أنت باكٍ حزيناً، فبكيتُ ببكاءك ثم عدتَ إلي وأنت متبسّم فماذا يا رسول الله؟ قال: "ذهبت إلى قبر أمي، فسألت اللهَ أن يحييها فأحياها فآمنتُ بي ثم ردّها"۔ (زرقانی شرح مواهب لدنيه ج ۱، ص ۱۷۰)

ترجمہ: شارح صحاح ستہ امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے میرے ساتھ حج حجۃ الوداع ادا کیا، جب گورستان مکہ معظمہ زادھا اللہ شرفا پر گزر کیا، آپ بے حد غم ناک اور گریہ وزاری میں مبتلا تھے۔ مجھے خود آں حضرت ﷺ کی حالتِ گریہ زاری کو دیکھ کر رونا آ گیا۔ آپ اپنی سواری سے نیچے اتر پڑے۔ فرمایا، اے عائشہ! اپنے اُونٹ کی مہار روک لو، میں اُونٹ کو بٹھا کر اس کے پہلو سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئی۔ آپ نے عرصۂ دراز تک وہاں قیام کیا۔ جب واپس لوٹے تو حضور پرنور ﷺ نہایت خوش وخرم اور متبسّم تھے۔ میں نے استفسار کیا، یارسول اللہ ﷺ! (میرے والدین حضور پرنور پر قربان ونثار ہوں)، آپ میرے پاس سے غمناکی کی حالت میں تشریف لے گئے تھے، میں آپ کی غمگینی سے متاثر ہو کر رونے لگی، اِس خوشی کا کیا سبب ہے؟ فرمایا، میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر گرامی کی زیارت کرنے

گیا تھا، میں نے باری تعالیٰ سے سوال کیا، بار خدایا! اس کو زندہ کردے۔ وہ خدا کی قدرت کاملہ سے زندہ ہوگئیں، وہ مجھ پر ایمان لاکر دوبارہ فوت ہوگئیں۔

فائدہ : مجدد مائۃ عاشر حضرت امام جلال الدین سیوطی نور اللہ مرقدہٗ، "الدرج المنیفة" ص ۷ بعد ذکر حدیث ہذا رقمطراز ہیں کہ روایت کیا اس حدیث کو خطیب بغدادی نے کتاب "السابق واللاحق" میں اور محدث دار قطنی اور ابن عساکر نے "غرائب امام مالک" رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں اور امام محدث ابو حفص بن شاہین نے کتاب "الناسخ والمنسوخ" میں اور محب طبری نے "سیرت نبوی" میں، امام سہیلی نے "روض الانف" میں اور امام قرطبی نے "تذکرہ" میں اور ابو منیر اور فتح الدین الدمشقی نے اور دوسرے اہل علم حضرات نے جیسے صلاح الدین صفدری اور حافظ شمس الدین ابن ناصر الدین دمشقی نے اپنے "ابیات" میں ذکر کیا ہے:

وجعلوه ناسخاً لما خالفه من الأحاديث المتأخرة ولم يبالوا ضعفه لأن الحديث الضعيف يُعمل في الفضائل والمناقب۔

یعنی، اور اس حدیث شریف کو دوسری تمام مخالف حدیثوں کے لئے ناسخ قرار دیا ہے۔ اور اس کے بارے میں ضعف اسناد کی کچھ پرواہ نہیں کی کیونکہ (جمہور علماء کرام رحمہم اللہ کے نزدیک) فضائل اور مناقب میں ضعیف احادیث پر عمل کرنا جائز ہے۔

(۵) تفسیر "روح البیان" ص ۷۴ جلد ۱ میں امام شیخ مولانا اسماعیل حقی مصری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں،

ذكر أن النبي ﷺ بكى بكاءً شديداً عند قبر أمّه وغرس شجرة يابسةً، قال: "إن أخضرتُ فهو علامة لإمكان إيمانها"، فأخضرت ثم

خرجا من قبرهما ببركة دعاء النبي ﷺ وأسلما وارتحلا۔

یعنی، مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی والدہ شریفہ کی قبر گرامی پر بے حد گریہ زاری کی۔ اور ایک خشک درخت لے کر والدہ ماجدہ کی قبر کے نزدیک زمین میں گاڑ دیا اور اپنے قلبِ گرامی میں فرمایا، اگر یہ درخت قدرت ربانی سے سرسبز و شاداب ہوگیا تو یہ میرے والدین شریفین کے قبولِ اسلام کی علامت ہوگی پھر وہ درخت خدا کی قدرت سے فوراً ہرا بھرا ہوگیا۔ اور حضور پرنور ﷺ کے والدین گرامی حضور پرنور ﷺ کی دُعا کی برکت سے زندہ ہوگئے اور دعوتِ اسلامِ حقانیہ کو قبول کرنے کے بعد وفات پاگئے۔

ازالۂ توہمات: ان احادیث کو پڑھ سُن کر منکرین خود تو توہمات کی مار میں ہیں، دوسرے اہلِ اسلام کو بھی اوہام میں پھنسا دیتے ہیں حالانکہ انہیں اس سے اِنکار نہیں کہ بحیثیت معجزہ از نبی کریم ﷺ، اور بحیثیت قدرتِ قادر قدیر عزوجل بعید از قیاس نہیں۔ حضرت جلال الدین رومی قدس سرہٗ نے فرمایا، ؎

یفعل اللّٰہ ما یشاء راخواندہ

پس چرا اندر تحیّر ماندہ

آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست!

نائب او است و دست خدا ست

گفتہ او گفتۂ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

یعنی، اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے تم نے قرآن میں پڑھا، پھر حیران کیوں ہو؟ ولی اللہ کی دعا عام دعا نہیں وہ، تو اللہ کا نائب اور اللہ کا ہاتھ ہے، اس کی گفتار اللہ کی

گفتار ہے، اگر چہ وہ بندے کے منہ سے نکل رہی ہے۔

اور حضرت سہیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''روض الانف'' میں بعد اِحیاء ابوین شریفین کے تحریر فرماتے ہیں:

واللّٰہ قادر علی کل شيء لیس رحمته وقدرته تعجز من شيء ونبیّه ﷺ أهل بما یختصّ بما شاء اللّٰه من فضله وینغم علیه من نعمته۔

یعنی، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اس کی رحمت عامہ اور قدرتِ کاملہ کسی چیز کی محتاج نہیں اور رسول کریم ﷺ کی ذات عالی اس بات کی مستحق ہے کہ پروردگار عالم اپنی خصوصی نعمتوں سے جو نعمت چاہے اپنے حبیب رحمۃ للعالمین سیّد الاولین والآخرین خاتم الانبیاء والمرسلین (علیہ اَفضل الصلوٰۃ واَکمل التحیات) کو عطا فرمائے۔ کیونکہ وہ قادر مطلق ہر ایک شی کا خود مختار و مالک ہے۔

توھم : مخالفین کہا کرتے ہیں کہ نہ ہمیں قدرت قدیر سے اِنکار ہے اور نہ ہم معجزات کے منکر ہیں ہمیں اختلاف صرف اس لئے ہے کہ حدیث اِحیاء الابوین موضوع ہے چنانچہ رسائل اصولِ حدیث میں ہے کہ،

بعضے گفتہ اند کہ ایں حدیث نیست، زیرا کہ ابنِ جوزی او را در موضوعات شمردہ وفرمود کہ در سند وے احمد بن داوٗد است ووے متروک الحدیث وکذاب است۔ ابنِ حبان گفتہ کہ وضع می کرد حدیث را۔

بعض علماء کرام نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث شریف صحیح نہیں ہے اس لئے کہ امام ابن جوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کی سند میں احمد بن داوٗد ہے اور وہ متروک الحدیث اور کاذب ہے ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ راوی جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔

ازالہ: سید احمد حموی رحمہ اللہ شارح ''الاشباہ والنظائر'' ص ۴۵۳ میں لکھتے ہیں:

فإن قلتَ: أليس الحديث الّذي ورد في إحياءهما موضوعاً؟

قلتُ: زعمه بعض النّاس إلا أنّ الصّواب أنه ضعيف ولقد قال الحافظ ناصر الدين الدمشقي حيث قال فيه:

حيا اللّٰهُ النبيّ مزيد أفضل

على فضل فكان به رؤفا

فأحيا أمّه و كذا أباه

لإيمان به فضلاً لطيفا

فَسَلِّمْ فالإله به قديرا

وإنكان الحديث به ضعيفاً

یعنی، اگر تو یہ بات کہے کہ حدیث احیاء ابوین شریفین موضوع ہے، سیّد احمد حموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جواب دیتے ہیں، یہ صرف بعض لوگوں کا گمان ہے، کیونکہ قابلِ قبول واقرب الی الصواب یہ بات ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن ہر گز موضوع نہیں ہے دیکھو حافظ امام ناصر الدین دمشقی نے کیا خوب کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی حضور پر نور ﷺ کی ذاتِ گرامی پر بے حد مہربان ہے اس نے تاجدار مدنی کے والدین گرامی کو حصول دولت ایمان وایقان کے لئے از سر نو دوبارہ زندہ کیا۔ یہ بڑی بھاری بزرگی کی نشانی ہے تو اس بات کو (یعنی اِحیاءِ ابوین اور قبول اسلام کو) صدقِ دل سے مان لے کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے اگر چہ اس بارہ میں حدیث ضعیف مروی ہے۔ یہ ابیاتِ نص قوی ہے کہ حدیث شریف ضعیف ہوگی ہر گز موضوع نہیں ہے۔ حدیث ضعیف حجت

اور قابلِ استدلال تصوّر ہو گی چنانچہ اُصولِ حدیث میں یہ قاعدہ مشہور ہے۔

قاعدہ

ہزاروں متقدمین میں ایمانِ والدین کریمین میں اختلاف رہا لیکن اس مسئلہ میں متاخرین کا اتفاق ہو گیا کہ والدین کریمین مؤمن اور جنتی ہیں سوائے نجدیوں، وہابیوں اور غیر مقلدین کے، اب بھی ان کے ایمان اور جنتی ہونے پر اتفاق ہے۔ سنّی ہوشیار رہے!!......

ابوین کریمین کے متعلق ......

(۱) کفر کے قائلین:

متقدمین میں چند ایک تھے لیکن متاخرین کے اجماع کے بعد ابن کثیر اور ملا علی قاری رحمہ اللہ اور دیگر چند ایک ایسے غیر معروف جن کا مخالفین بھی نام لیتے ہیں لیکن ملاّ علی قاری کی توبہ مشہور ہے جسے ہم آگے چل کر تفصیل سے عرض کریں گے اور ابن کثیر کے ہم قائل نہیں کیونکہ وہ ابن تیمیہ کا مقلد ہے اور ابن تیمیہ اور اس کے ہمنوا خوارج ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب ''ابلیس تا دیو بند''۔

ابن کثیر پر مختصر سا تبصرہ ہم آگے چل کر عرض کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ، کفر ابوین کی جیسے ہمارے اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ نے تردید لکھی، فقیر نے بھی ان کی اقتداء میں چند سطور عرض کر دیئے ہیں۔

(۲) ایمانِ ابوین:

اس پر اَن گنت اور بے شمار آئمہ حدیث وفقہ اور مجتہدین ومحدثین وفقہاء اور مفسرین اور اولیاء اسلام ومشائخ کرام کی تصریحات ان کی تصنیفات بلکہ درجنوں مصنّفات اور بے شمار مضامین اس موضوع پر موجود ہیں چند ایک کی عبارات فقیر آئندہ پیش کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۳) توقف:

اس پر چند محدود علماء ہیں جن کے اسماء گرامی امام جلال الدین سیوطی نے ''مسالک الحنفاء'' میں لکھے ہیں۔

اِحیاء ابوین وایمانہما

مخالفین یعنی، منکرینِ کمالات کی ایک بڑی عادت یہ بھی ہے کہ اپنے مقصد کے لئے وہ مرجوع اقوال دکھاتے ہیں جو جمہور امت کے خلاف ہوں حالانکہ اسلام کا مسلّم قاعدہ ہے کہ مسائل میں جمہور کی بات کو ترجیح ہوگی۔

عقیدہ اہلسنّت

اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ اللہ والے مردوں کو جب چاہیں زندہ کر دیں اس میں وہ منجانب اللہ مجاز ومختار ہیں تخلیق اللہ تعالیٰ کی ہے دعا اور ارادہ ان کا۔ یہ اس مردہ کی زندگی کا سبب اور وسیلہ ہیں۔ احیاء کی نسبت آپ کی طرف مجاز ہوتی ہے اور قرآن وحدیث میں اس کے نظائر وشواہد بے شمار ہیں۔

(۱) قتیل بنی اسرائیل کی زندگی کا واقعہ

(۲) مردہ پرندوں کا احیاء حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بلوانے سے

(۳) حزقیل علیہ السلام سے ہزاروں مردہ زندہ ہوئے

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا احیاء الموتی قرآن وحدیث میں مشہور ہے

(۵) جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے پاؤں کی مٹی سے سامری کے بے جان بچھڑے کو جان ملی۔

(۶) حضور سرور عالم ﷺ کے معجزات میں درجنوں واقعات موجود ہیں۔

(۷) حضور غوث صمدانی شہباز لامکانی کا مردے زندہ کرنا مشہور زمن ہے۔

(۸) ہزاروں اولیاء کرام کی کرامات کے بارے میں کس کو انکار ہے۔

اگر انکار ہے تو حضور سرور عالم سید کونین ﷺ کے والدین ماجدین کے متعلق جنہیں خود حضور سرور عالم ﷺ کی دعا مبارک سے زندگی ملی۔ کیا نبی پاک شہہ لولاک ﷺ کے کلمہ پڑھنے کا بدلہ یہی ہے کہ آپ کے والدین کو کافر ثابت کر کے جہنمی بنایا جائے (معاذ اللہ)۔

سوال: مذکورہ بالا دلائل حق ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ مرنے کے بعد زندہ ہو کر جدید شریعت قبول کر کے اسی شریعت کے احکام کا ترتب ہونے کا کوئی ثبوت نہیں، ہم تو صرف ثبوت مانگتے ہیں۔

الجواب: اصحاب کہف کا قصہ تفصیلی طور تفسیر میں مرقوم ہے فقیر بقدر ضرورت پیش کرتا ہے۔

اصحابِ کہف مومن تھے اور اولیاء اللہ۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے

قصے کو قرآن میں بیان فرمایا ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام کے امتی تھے یا ان پر زمانہ فترت گزرا جیسا بھی ہے۔ حضور سرور عالم شفیع المعظم ﷺ نے انہیں اپنی امت میں شامل کرنے کی خواہش کی، مُرورِ زمانہ کے باوجود وہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ملاقی ہوئے اور کلمۂ اسلام پڑھا اور پھر حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں زندہ ہو کر ان سے ملاقی ہوں گے پھر قیامت میں امت حبیب خدا سرور انبیاء ﷺ میں اُٹھیں گے۔

یہ کیفیت احیاء ابوین سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے: ﴿اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ لا كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا﴾ [الکھف:۱۸/۹] (ترجمہ: کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے (کنز الایمان)) لیکن مخالفین اسے تو مان لیتے ہیں مگر ابوین کریمین کے لئے نگاہ ٹیڑھی کر لیتے ہیں۔

اقوالِ اسلاف رحمہم اللہ

روح المعانی: سید محمود آلوسی تفسیر ''روح المعانی'' تحت آیت: ﴿وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ﴾ [النمل:۲۷/۲۱۹] کے تحت لکھتے ہیں: واستدلّ علی إیمان أبویه ﷺ کما ذهب إلیه کثیر من أجلة أهل السنة، وأنا أخشی الکفر علی من یتول فیهما رضي الله عنهما علی رغم أنف علي القاري وحزبه بضد ذلك۔

(روح المعانی، ج ۳، ص ۱۳۲)

یعنی، اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے والدین ایمان پر تھے جیسا کہ اہلسنّت کے بڑے بڑے ائمہ زیادہ اسی مسلک پر ہیں اور میں ڈرتا ہوں کہ آپ کے والدین کو کافر کہنے والا کہیں خود کافر نہ ہو جائے جیسا کہ ملا علی قاری اور ان

کے ہم خیال جو اس پر بضد ہیں۔

فائدہ: حضرت علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ منکرین کے لئے کیسے کڑوے الفاظ استعمال فرمارہے ہیں اگر ہم ایسے الفاظ کہتے تو مخالفین اسے تعصب سے تعبیر کرتے لیکن وہی صاحب ''روح المعانی'' رحمہ اللہ تعالیٰ جنہیں مخالفین مفسرین سے ممتاز و محقق علی الاطلاق کا لقب دیتے ہیں یاد رہے کہ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس مسئلہ میں توبہ مشہور ہے جس کی تحقیق آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ چونکہ صاحب ''روح المعانی'' رحمہ اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں ہوا اسی لئے ایسے لکھ دیا، بنابریں وہ معذور ہیں۔

مزید برآں: تفسیر ''روح المعانی'' کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے پر معلوم ہوگا کہ مصنف قدس سرہٗ نے حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتنی اور کیسے سخت طریقے سے گرفت فرمائی ہے۔ ایک جگہ پر دانت پیستے ہوئے فرمایا کہ ملا علی قاری کی ناک خاک آلود ہو کہ وہ اس مسئلۂ ایمانِ ابوین میں ضد کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ دراصل بات وہی ہے جو فقیر نے پہلے عرض کر دی ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فقہ اکبر کی یہ گمان کر کے کہ یہ حضرت امام اعظم کی تصنیف ہے شرح لکھی اور اس قول کے تحت والدین کریمین کے بارے میں اپنی تحقیق کا اظہار کیا بلکہ اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ بھی لکھا جس کا اکابر علماء حنفیہ و شافعیہ نے ردّ بلیغ فرمایا ہے۔

استاد الکل..........: استاد المحدثین سند المحققین رئیس العلماء والفضلاء مفسر قرآن حاوی فروع و اصول شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ''فتاویٰ عزیزی'' میں بجواب سوال ایمان ابوین شریفین کے تحریر فرماتے ہیں، حضرات علمائے کرام رحمۃ اللہ

علیہم نے دربارۂ اثبات ایمان ابوین شریفین کے تین مسلک اختیار کیے۔

(۱) پہلا مسلک یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین گرامی زمانہ فترت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں بقید حیات موجود تھے اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ [بنی إسرائیل:۱۷/۱۵]

ترجمہ: اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج دیں۔ (کنزالایمان)

فائدہ: اس آیت گرامی کے مضمون سے حضور پرنور ﷺ سے پہلے فترت کا زمانہ ثابت ہوتا پھر بمقتضائے اس آیت کے زمانہ فترت کے لوگ قابل مؤاخذہ اور سزاوار عذاب کے نہیں اور باعتبار اس مسلک کے "فقہ اکبر" کی عبارت بھی صحیح ہوسکتی ہے کیونکہ اس میں "ماتا علی الکفر" موجود ہے۔ ان کی تعذیب کا کچھ ذکر نہیں۔ اب صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ناجی ہوں گے۔

(۲) دوسرا مسلک علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا یہ ہے کہ جناب سرور کائنات فخر موجودات وسید الاولین والآخرین خاتم الانبیاء والمرسلین حبیب رب العالمین علیہ من الصلوات اکملہا ومن التحیۃ افضلہا کے والدین گرامی بعد از وفات زندہ کئے گئے اور انہوں نے بعد احیاء آپ کی نبوت اور رسالت کو صحیح تسلیم کرلیا اور یہ مسلک بھی بالکل "فقہ اکبر" کی عبارت کے منافی نہیں علامہ دوران الشیخ شمس الدین صاحب کردری رحمہ اللہ کا (جو جلیل القدر علماء احناف ملک ماوراء النہر سے ہیں) کہتے ہیں:

یجوز لعن من مات علی الکفر إلّا والدي رسول اللّٰہ ﷺ لثبوت

أن الله تعالىٰ أحياهما فآمنا به۔

یعنی، اس شخص پر لعنت بھیجنا جائز ہے جو کفر کی حالت میں فوت ہو گیا مگر نبی کریم ﷺ کے والدین گرامی کو منع ہے بسبب ثبوت اس بات کے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے درست تسلیم کیا اس کو امام قرطبی اور ابن ناصر الدین دمشقی نے، پس ان کا مرنے کے بعد دولتِ ایمان سے مشرف اور فائدہ مند ہونا برخلاف قواعد شرعی کے آن حضرت ﷺ کی فضیلت اور کرامت کی نہایت زبردست دلیل ہے۔ اور یہ بات بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پر نور ﷺ کی دعا سے بمقام خیبر خورشید عالم تاب کو بعد غروب ہونے کے اُلٹا پھیرا تھا یہاں تک کہ سیدنا ومرشدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے اپنی نمازِ عصر ادا کی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو اِعادہ خورشید وتجدید وقت نماز سے بعد قضا ہونے، نماز عصر کی ادائیگی کی کرامت عطا کی تھی، اسی طرح اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے حضور پر نور ﷺ کے ابوین شریفین کو زندہ کرنے اور قبول ایمان کی کرامت عطا کی ہے۔

فوائد : مذکورہ بالا بیانات سے صاف عیاں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے والد گرامی کا ان کی وفات شریف کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور ایمان لانا بالکل حق بات ہے۔ جو حدیث صحیح سے ثابت ہے یہ فضیلت اور کرامت حضور پر نور ﷺ کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں ہوتی کہ بخلاف قواعد شرعیہ کسی کو بعد از وفات زندہ کر کے دولتِ ایمان سے مشرف کیا ہو۔ یہ منصب جلیلہ اور فضلیتِ عظمیٰ محض ہمارے آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کی گئی ہے اور یہ صرف اور صرف رسول اکرم حبیب معظم ﷺ کے بے شمار خصائص میں سے ایک یہ بھی ہے اور معجزات میں سے ایک معجزہ کا انکار محرومی

اور بد قسمتی کی نشانی ہے۔

(۲) ابوین شریفین کی حدیث عند العلماء بالکل صحیح قابلِ قبول ہے جس کی تصدیق وتصحیح جلیل القدر امام قرطبی اور ابن ناصر الدین دمشقی محدث نے کی ہے جیسا کہ ہم نے ائمہ حدیث کی تصریحات کر دی ہیں۔

(۳) اگرچہ حضور سرور عالم ﷺ کی دعا سے آپ کے ابوین کو ہر طرح کے مراتب ومناصب عطا ہو سکتے تھے کیونکہ مانگنے والا محبوب اور دینے والا مالک لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ اس کے حبیب ﷺ کے بیک وقت کئی معجزات ظہور ہوں اس کی نظیر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نمازِ عصر کی ادائیگی کا مسئلہ ہے کیونکہ عودِ خورشید سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ آپ کی نماز بالکل وقتی طور پر صحیح ادا ہوئی ورنہ بصورت عدم قبول کے آپ قضاء کر سکتے تھے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے لیلۃ التعریس میں اپنی نماز فجر قضا کی تھی جب ردّ الشمس بالکل حق بات ہے تو پھر اس لحاظ سے ابوین شریفین کا بعد از وفات زندہ ہونا اور ایمان لانا بالکل صحیح اور قابل قبول ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر شے پہ قادر ہے۔

توهم: فقہاء کرام کا مسلّم قاعدہ ہے کہ من مات کافراً لا ینفعه الإیمان بعد الرجعة بل لو آمن عند المعاینة لم ینفعه فکیف بعد الإعادة؟ جو شخص کفر کی حالت میں فوت ہو گیا پھر اس کو عود إلی الدنیا اور ایمان لانا کچھ فائدہ نہیں دیتا بلکہ اگر کوئی شخص نزدیک معائنہ کرنے عذاب اُخروی کے (یعنی سکرات کے وقت) ایمان قبول کرے، جس کو ایمان باءس کہتے ہیں کچھ فائدہ نہیں کرتا۔ تو پھر بعد حیات ثانی کے کیونکر قبول اور فائدہ مند ہوگا۔

ازالہ : مواہب لدنیہ ص ۳۲۳، زرقانی ج ۱ ص ۱۷۰، قولہ: من مات کافراً إلخ

کلام مردود بما روي في الخبر أن الله تعالىٰ ردّ الشمس على نبيه ﷺ بعد مغيبها ذكره الطحاوي وقال: إنه حديث ثابت فلولا لم يكن رجوع الشمس نافعاً وإنه لا يتحدّد به الوقت لما ردّها عليه فكذا يكون إحياء أبوي النبي ﷺ نافعاً لإيمانهما وتصديقهما بالنبي ﷺ۔

یعنی، امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ من مات کافراً لا ینفعه الإیمان (یعنی، جو کافر ہو کر مرجائے پھر زندہ ہو کر ایمان لائے تو اسے ایمان فائدہ نہیں دیتا) کلام مردود (ردّ شدہ) ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ پر چھپ جانے کے بعد سُورج کو اُلٹا پھیرا تھا۔ روایت کیا اس کو امام طحاوی نے "معانی الآثار" میں اور کہا یہ حدیث شریف بالکل قابلِ اعتماد ہے اگر اعادہ آفتاب سے تجدید وقت نماز عصر کا صحیح نہ تھا تو پھر اعادہَ آفتاب کی دُعا کرنا عبث اور اعادہَ آفتاب کی کیا حاجت تھی؟ آپ نماز عصر قضا پڑھ سکتے تھے اسی طرح نبی ﷺ کے والدین گرامی کا زندہ ہونا اور ایمان لانا صحیح تصوّر ہوگا جو حضور پر نور ﷺ پر ایمان لائے اور ان کی تصدیق نبوّت و رسالت کے لئے فائدہ مند ہوگا۔

حدیثِ اِحیاء الابوین کی تحقیق

ڈوبے کو تنکے کا سہارا کے مطابق مخالفین کو جواب نہ آنے پر کہہ دیتے ہیں کہ اِحیاء الابوین شریفین کی حدیث موضوع ہے۔

جواب: سید احمد حموی رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب دیتے ہیں یہ صرف بعض بے شعور اور نافہم لوگوں کا اپنا وہم وگمان ہے کیونکہ قابل قبول، اَقرب الی الصواب یہ بات ہوگی

کہ یہ حدیث ضعیف ہوگی ہرگز موضوع نہیں۔ حافظ ناصر الدین دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات عالی کا حضور پرنور ﷺ کی ذات گرامی سے محبت و پیار کرنا آپ کی فضیلت اور نہایت بزرگی کی روشن دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل رسول اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی پر بے حد مہربان ہے اس نے تاجدار مدنی ﷺ کے والدین کو حصولِ دولتِ ایمان وایقان کے لئے دوبارہ زندہ کیا۔ یہ بڑی بھاری بزرگی کی نشانی ہے تو اس بات کو یعنی اِحیاءِ ابوین اور قبولِ اسلام کی صدقِ دل سے مان لے کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے۔

اگرچہ اس بارہ میں حدیث ضعیف مروی ہے یہ ابیات نص قوی ہے کہ حدیث شریف ضعیف ہوگی ہرگز موضوع نہیں حدیث ضعیف حجت اور قابل استدلال تصور ہوگی۔ چنانچہ اصول حدیث میں یہ قاعدہ مشہور ہے۔

امام سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا

جامعِ اصول وفروع، معقول ومنقول حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی سند تحریر فرماتے ہیں:

وكان مما نسب من المعجزات والخصائص إليه أحياهما حتى آمنا به أبويه وما زال أهل العلم والحديث في القديم والحديث يردون هذا الخبر ويسرون به ويستبشرون ويجعلونه في عدد الخصائص والمعجزات ويدخلونه في المناقب والكرامات ويردون أن ضعف الإسناد في هذا المقام معفوّ إيراد ما ضعف في الفضائل والمناقب معتبر۔

اور جو چیز معجزات اور خصائص سے رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کی جاتی ہے ان میں سے احیاء ابوین شریفین اور ان کے قبولِ اسلام کا واقعہ ہے۔ ہمیشہ اہلِ علم حضرت اور محدّثین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین گروہ بیچ زمان گذشتہ اور عہد حاضرہ کے اس حدیث شریف کی روایت کرتے چلے آئے ہیں اور اس بات کے اِظہار سے خوش ہوتے ہیں اور عوام الناس کے درمیان اس کی تشہیر کرتے ہیں اور اس بات کو حضور سرور عالم ﷺ کے خصائص اور معجزات سے شمار کرتے ہیں اور آپ کے مناقب اور فضائل میں درج کرتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اس بارہ میں سند کا ضعیف ہونا معاف ہے کیونکہ فضائل اور خصائص نبوی میں ضعیف حدیثوں سے احتجاج کرنا جمہور اہلِ حدیث کے نزدیک معتبر اور قابلِ اعتماد ہے۔

شیخِ محقّق رحمہ اللہ نے فرمایا

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ''اشعۃ اللمعات'' شرح ''مشکوٰۃ'' فارسی جلد اول ص ۴۱۸ پر رقم طراز ہیں:

حدیث احیاء والدین اگرچہ درقدر خود ضعیف است ولیکن تصحیح و تحسین کردہ اند بتعدد طرق۔ یعنی، حدیث شریف احیاء ابوین شریفین کی اگرچہ بہ لحاظ اسناد ضعیف ہے لیکن علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اس کو بواسطہ تعدد طرق حدیث کے صحیح اور حسن تصور کیا ہے۔

ایک اور حوالہ

"زاداللبیب" ص ۲۳۶ میں ہے: وحديث الإحياء إن كان في حدّ ذاته ضعيفاً لكنه صححه بعضهم لبلوغه درجة الصحة وتعدد طرقه وهذا العلم كان مستوراً من المتقدمين فكشفه على المتأخرين والله يختص برحمته من يشاء۔

یعنی، حدیث احیاء ابوین شریفین اگرچہ سنداً ضعیف درجہ کی ہے لیکن علماء نے اس کو صحیح تصور کیا ہے بوجہ پہنچنے درجہ صحت تک کے اور بواسطہ تعدد طرق حدیث کے گویا یہ علم متقدمین پر پوشیدہ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے علمائے متاخرین پر اس رازِ مخفی کو کھول دیا، یہ سب اللہ تعالیٰ کا محض فضل وکرم ہے، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل وکرم سے مخصوص کرتا ہے۔

امام شامی رحمہ اللہ نے فرمایا

"ردالمحتار" شرح "درمختار" ج ۱، ص ۲۹۸ میں علامۂ زماں فقیہ دوراں مولانا ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ألا ترى أن نبينا ﷺ قد أكرمه الله تعالىٰ بحياة أبويه له حتى آمنا به كما جاء في الحديث صححه القرطبي وابن ناصر الدين الدمشقي فانتفعا بالإيمان بعد الموت إكراماً لنبيهم ﷺ وصح أن الله تعالىٰ ردّ عليه الشمس بعد مغيبها حتى صلى عليّ كرّم الله تعالىٰ وجهه العصرَ فكما أكرم بعود الشمس والوقت بعد وفاته فكذلك أكرم بعود الحياة والوقت

الایمان بعد وفاتہ۔

یعنی، کیا تو اس بات کو نہیں جانتا کہ رسول کریم خاتم النبیین رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے یہ کرامت عطا کی ہے کہ آپ کے والدین گرامی کو دوبارہ زندہ کیا، اور وہ آپ کی نبوت پر ایمان لائے حضور ﷺ نے سورج لوٹایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز عصر ادا کی یہی بات حق ہے کہ آپ ﷺ کے ابوین زندہ ہو کر ایمان لائے۔

مولانا برخوردار ملتانی محشی ''نبراس'' لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کے والدین کو بعد از وفات زندہ کر کے ایمان سے مشرف فرمایا۔ بہت سے امام وحفاظِ حدیث اس کے قائل ہیں احادیث بھی بہت ہیں جو اس کی مساعدت کرتی ہیں گو ان کی اسناد ضعیف ہیں مگر بوجہ کثرت طرق حسن لغیرہ کے رتبہ سے خارج نہیں۔ ابن جوزی کا ان احادیث کو موضوع کہہ دینا ٹھیک نہ ہوگا کیونکہ وہ اس بارے میں مطعون ہیں۔ حافظ ابن حجر، علامہ سیوطی وغیرہما نے اپنی اپنی تصانیف میں ابنِ جوزی کو متشدّد اور مفرط لکھا ہے اور کہا ہے کہ اس بندۂ خدا نے یہاں تک سمند قلم کو ارخاء عنان کیا کہ میدان صحاح بھی اس کے صدمے سے نہیں بچ سکا۔ صحیح مسلم تک کی حدیثوں کو بلا تاویل موضوع کہہ دیا ہے۔ نیز خطیب بغدادی و ابن عساکر نے جناب عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ آن جناب ﷺ حجۃ الوداع میں عقبۃ الحجون پر عقبہ کے پاس سے بحالت گریہ وغمنا کی گزرے میں بھی حضرت کو روتے دیکھ کر روئی پھر جب آپ نے مراجعت کی تو آپ کا چہرہ ہشاش بشاش تھا اور مجھے مخاطب ہو کر فرمایا، اے حمیرا! میرے اس اونٹ کی مہار کو لے پس میں مہار کو لے کر اونٹ کے پہلو سے تکیہ لگا کر کھڑی ہوئی۔ بعد ازاں

آپ بہت دیر کے بعد تشریف لائے اور بہت ہی خوشی کی حالت میں تھے میں نے عرض کی (کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں) کیا وجہ تھی کہ آپ جب پہلے میرے ہاں سے گذرے ہیں تو بحالت آبدیدہ تھے چنانچہ میں بھی اس حالت کو دیکھ کر روئی اور پھر جو آپ تشریف لائے تو بہت ہی خوشی کی حالت تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا، میں اپنی والدہ کی قبر پر گیا اور جناب ایزدی میں والدہ کے زندہ ہونے کی استدعا کی، اللہ تعالیٰ نے میری والدہ کو زندہ کیا اور وہ مجھ پر ایمان لا کر پھر ویسی ہو گئیں۔ ابنِ شاہین محبّ الدین طبری نے روایت کی ہے کہ رسول خدا ﷺ عقبۃ الحجون پر بحالت گریہ فروکش ہوئے جتنا اللہ نے چاہا وہاں رہے پھر وہاں سے واپس تشریف لائے تو خوب ہی خوش حالت تھے اور فرمایا کہ میں نے جناب عزت ﷻ کو اپنی والدہ کے زندہ ہونے کا سوال کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں میرے لئے زندہ کیا اور وہ مجھ پر ایمان لائیں۔ حافظ ابن سید الناس نے بعض صحابہ سے بایں طور روایت کی ہے کہ حضرت کے والدین دونوں مسلمان ہو گئے تھے یعنی، اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا تھا وہ ایمان کے شرف سے ممتاز ہو کر پھر فوت ہو گئے تھے اور جناب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس مضمون کی روایت ہے۔ القصہ اس مضمون کی بہت حدیثیں ہیں جو کتب قوم میں مروی ہیں باوجودیکہ یہ حدیثیں بوجہ کثرت طرق حسن لغیرہ کا درجہ رکھتی ہیں۔ علامہ سیوطی نے اس کی تائید میں ایک عجیب بحث لکھی ہے فرماتے ہیں کہ باتفاق امت مرحومہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جو معجزے یا خصائص پہلے نبیوں کو دیئے گئے تھے وہ پورے کے پورے ہمارے نبی کریم ﷺ کو عطا کئے گئے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ احیاء میت قرآن شریف سے ثابت ہے پس ضرور ہے کہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا بھی یہ معجزہ ہو اور وہ بھی یہی حضرت کے والدین کا

زندہ ہونا ہے کیونکہ بجز اس واقعہ کے کوئی ایسا امر نہیں ہے جو عقلاً یا شرعاً مستبعد ہو۔
﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾. شامی حاشیہ ''درمختار'' جلد ثالث میں تحریر کرتے
ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آن جناب پر یہ بھی اِنعام فرمایا کہ آپ کے والدین کو زندہ کیا تاکہ
وہ آپ پر ایمان لائیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے اور اس حدیث کی قرطبی وابن
ناصر وغیرہما نے تصحیح بھی کی ہے۔ اور خلاف قاعدہ اِکراماً للنبی بعد الموت منتفع بھی
ہوئے۔ جیسے بنی اسرائیل کا قتیل اپنے قاتل کی خبر دینے کے لئے زندہ کیا گیا تھا۔ اور یہ
بھی شامی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اِعزازاً للنبی سورج کو بعد غروب لوٹایا تھا
اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صلوٰۃ العصر پڑھ لی اسی طرح حضرت کے والدین کو بعد الموت
زندہ کیا تاکہ وہ ایمان لائیں۔

سوال: جتنی طویل بحث کی گئی وہ عقلاً بھی درست نہیں کیونکہ مذکورہ بالا بیان سے
ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے والدین کریمین کو جنۃ المعاویٰ (قبرستان) مکہ معظمہ
میں زندہ کیا حالانکہ سب کو یقین ہے کہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا مزار ابواء میں ہے اور
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا مزار مدینہ شریف میں؟

جواب: یہ دستور عام تھا اور آج بھی ہے کہ میت کی قلب مکانی ہوتی ہے ممکن ہے
بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ داران نے ابواء سے جنۃ المعاویٰ میں آپ رضی اللہ عنہا
کو منتقل کیا ہو لیکن شہرت ابواء کی تھی اسی لئے یہ سوال لایعنی ہے اور والد گرامی کو مدینہ
طیبہ سے مکہ معظمہ بلوالیا ہو۔

جواب نمبر۲: حضور نبی پاک ﷺ کے لئے یہ معجزہ کی حیثیت ہے اور معجزہ کا
کون انکار کرسکتا ہے۔ یہاں عقل کی دال نہیں گلتی۔ ع

مزید تفصیل وتحقیق فقیر کی تصنیف ضخیم ''ابوینِ مصطفیٰ ﷺ'' میں دیکھئے۔

مُردہ بکری زندہ فرمائی

حضرت ابو نعیم بن عبد اللہ اصفہانی (المتوفی ۴۳۰ھ) اپنی کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں روایت فرماتے ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ایک بکری ذبح کر کے اسے سالم دم پخت طریقہ سے پکائی اور اسے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ اس وقت خدمت اقدس میں جو حضرات حاضر تھے ان تمام نے اسے کھایا۔ کھانے والوں کو حضور اقدس ﷺ نے کھانا شروع کرنے سے پہلے حکم ارشاد فرمایا کہ تم سب اسے کھاؤ لیکن اس کی ہڈیاں مت توڑنا۔ چنانچہ حاضرین نے اسی طریقہ سے کھایا۔ اس کے بعد حضور اقدس ﷺ نے تمام ہڈیاں جمع کرنے کا حکم فرمایا اور جمع شدہ ہڈیوں پر اپنا دست مبارک رکھ کر کچھ پڑھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ بکری زندہ ہو کر کھڑی ہوئی اور اپنے کان ہلانے لگی۔

(مدارج النبوۃ از شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی، اردو جلد ۱، ص ۳۶۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بیٹے زندہ کئے

ایک بار حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی دعوت کی اور ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور بعد ذبح گھر میں پکانے کے لئے دیا۔ آپ کی بیوی گوشت پکانے میں مصروف ہو گئیں۔ پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کو اپنے گھر بلا لائے اور

باہر والے کمرے میں بٹھایا اور حضور ﷺ کی زبانِ فیضِ ترجمان سے علم وعرفان کی باتیں سماعت کرنے میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔ جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بکری کا بچہ ذبح کیا تھا تو آپ کے دونوں بیٹے موجود تھے انہوں نے اپنے والد کو بکری کا بچہ ذبح کرتے دیکھا تھا جب حضور اقدس ﷺ حضرت جابر کے مکان پر تشریف لے آئے اور حضرت جابر خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ہم کلامی کی سعادت میں اور حضرت جابر کی بیوی باورچی خانہ میں گوشت پکانے میں مصروف تھیں، اس وقت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے نے اپنے چھوٹے بھائی سے کہا کہ آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ ہمارے والد نے بکری کا بچہ کس طرح ذبح کیا۔ اور اس نے اپنے چھوٹے بھائی کو زمین پر لٹا کر گلے پر چھری چلا دی اور نادانی میں اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح کر ڈالا۔ اچانک حضرت جابر کی بیوی کی نظر اپنے بڑے بیٹے کی حرکت پر پڑی تو وہ دوڑ کر اس کی طرح آئیں۔ بڑے بیٹے نے اپنی والدہ کو اپنی طرف آتا دیکھا تو وہ خوف کے مارے مکان کی چھت پر چڑھ گیا۔ حضرت جابر کی بیوی اس کے تعاقب میں مکان کی چھت پر گئیں لیکن اس نے اس خوف سے کہ والدہ مار پیٹ کریں گی، چھت پر سے زمین پر چھلانگ لگا دی اور چھت سے زمین پر گرتے ہی وہ بھی واصل بحق ہو گیا۔

ایک ساتھ دو بیٹوں کی موت کے حادثہ نے حضرت جابر کی بیوی کا کلیجہ شاق کر دیا لیکن اس صابرہ بی بی نے صرف اس خیال سے کہ حضور اقدس رحمت عالم ﷺ کی طبیعت پر شاق نہ گزرے قطعاً رونا اور چیخنا نہ کیا بلکہ صبر سے کام لیتے ہوئے دونوں صاجزادوں کی لاشوں پر کپڑا ڈال دیا اور کسی کو بھی اس حادثہ کی اطلاع نہ دی یہاں تک کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو بھی مطلع نہیں کیا۔ وہ معزز وصابرہ خاتون اپنے سینہ پر پتھر

رکھ کر حضور اقدس ﷺ کی مہمان نوازی میں مصروف ہو گئیں۔ جب دستر خوان پر کھانا آیا تو حضور اقدس ﷺ نے حضرت جابر کو حکم دیا کہ اپنے دونوں بیٹوں کو بھی شریک طعام کریں۔ حضرت جابر گھر میں گئے اور اپنی زوجہ محترمہ سے پوچھا کہ بچے کہاں ہیں؟ انہوں نے بات ٹالنے کے لئے بہانہ بنا دیا کہ اِدھر اُدھر کہیں ہوں گے۔ لیکن حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جب اپنی بیوی کو بتایا کہ حضور اقدس ﷺ کا حکم ہے کہ ان کو بھی ساتھ کھانا کھلانے کے لئے لے آؤ، تب ان کی بیوی نے روتے ہوئے پورا ماجرہ بیان کیا۔ اور قریب والے کمرہ میں لے جا کر بچوں کی لاشوں سے کپڑا اہٹا دیا۔

دونوں میاں بیوی روتے ہوئے حضور اقدس ﷺ کے قدموں پر گر پڑے سارا واقعہ عرضِ خدمت کیا۔ حضرت جابر کے گھر میں کہرام مچ گیا۔ پھر اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ! آپ ان بچوں کے پاس کھڑے ہو کر دعا فرمائیں، تو اللہ تعالیٰ ان کو زندگی عطا فرمائے گا۔ چنانچہ حضور اقدس ﷺ مکان کے اندر تشریف لے گئے اور بچوں کی لاشوں کے پاس کھڑے ہو کر دعا فرمائی۔ فوراً دونوں بچے زندہ ہو گئے۔

(شواہد النبوۃ، اردو ترجمہ ص ۱۵۶، تاریخ الخمیس ج ۱ ص ۔۔)

تبصرۂ اویسی غفرلہ: منکرینِ کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ اس واقعہ کا بھی انکار کرتے ہیں باوجودیکہ فقیر نے دو مستند حوالے عرض کئے ہیں مزید کتابوں میں بھی ہیں جو آگے مذکور ہوں گے۔ اہلِ انصاف کے لئے کافی ہیں اس غلط عقیدہ پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا مردے زندہ کرنا قرآن مجید سے ثابت ہے اور اولیاء کرام کا احیاء الموتیٰ بھی مسلّم ہے پھر امام الانبیاء والاولیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام،

سے انکار کیوں؟

فقیر مخالفین سے سوال کرتا ہے کہ جن دو بزرگوں کا حوالہ مذکور ہے ان کے بالمقابل تم کون ہو انکار کرنے والے؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں کے زندہ کرنے کا واقعہ

فقیر اسے ایک نظم کے طور عرض کرتا ہے کیونکہ نظم نثر سے زیادہ دلچسپ ہوتی ہے۔

اِک دن محمد مصطفیٰ ﷺ خندق رہے تھے بنا
تھے ساتھ سارے آشنا اور تھی یہ حالت آپ کی

فاقہ کشی سے تھا پیٹ پر پتھر بندھا ہوا
کی حضرت جابر نے آ تنہا ضیافت آپ کی

☆......☆......☆

آپ نے فرمایا سب سے، سب چلو جابر کے گھر
آج دعوت صابروں کی، ہے میرے صابر کے گھر

☆......☆......☆

جابر جب اپنے گھر گئے بیوی سے فرمانے لگے
گھر میں ہو بتلا مجھے، ہے دعوت رسول اللہ ﷺ کی

بولی بیوی[1] کچھ جو دھرے بکری کو ذبح کیجئے
پھر شوق سے لے آئے کافی ہے برکت آپ ﷺ کی

---

[1] اس شعر کے مطابق فقیر اہلسنّت کو یقین دلاتا ہے کہ الحمد للہ ہمارا عقیدہ صحابیوں والا ہے وہابیوں والا نہیں کیونکہ بی بی رضی اللہ عنہا نے شوہر کو عقیدہ کی پختگی کا اظہار کیا کہ فکر نہ کیجئے ہم جو کچھ کر سکتے ہیں ہم نے کیا، مزید لشکر کے کھانے کا مصطفیٰ کریم ﷺ خود انتظام فرمائیں گے۔ اس عقیدہ سے سمجھ لیجئے کہ وہ خاتون صحابیہ تھیں (معاذ اللہ) وہابیہ نہ تھیں۔

کہہ دیا تشریف لائیں بے تأمل دیکھئے
ان کی ہمّت دیکھئے، ان کا توکل دیکھئے

☆......☆......☆

جابر کے دو فرزند تھے نوعمر نو دس سال کے
پالی تھی بکری شوق سے دِن بھر تھے اس سے کھیلتے

چارہ نہ دیکھا آپ نے بیچاری بکری کے لئے
خود ذبح کرنے کو چلے، اللہ رے ہمّت آپ کی

☆......☆......☆

ذبح بکری سامنے بیٹوں کے کی جب آپ نے
بولے وہ، ہم بھی کریں گے، جو کیا ہے باپ نے

☆......☆......☆

لے کر چھری دونوں پسر چپکے سے پہنچے کوٹھے پر
چھوٹے کو نیچے ڈال کر، پھیر بڑے نے حلق پر

شہ رگ کٹی تھی سر بسر تھے خون میں دونوں تر بتر
یہ تڑپا وہ پھڑکا ادھر، دیکھو مروّت آپ کی

☆......☆......☆

اس نے جب سمجھا مجھے بھائی اکیلا کر گیا
اور وہ کوٹھے سے گرا گرتے ہی فوراً مر گیا

☆......☆......☆

سُن کر دھما کا ناگہاں، کوٹھے پہ پہنچی ان کی ماں

بچوں کو پایا نیم جاں اور پایا زمین پر خون رواں

بولی کہ یا اللہ آتے ہیں گھر میں مہماں

دیکھیں گے کیونکر یہ سماں، نازک طبیعت آپ کی

☆......☆......☆

آپ کھانا کھالیں گے میں تب انہیں دکھلاؤں گی

آپ ہی کے سامنے نہلاؤں گی کفناؤں گی

☆......☆......☆

دونوں کی لاشوں کو اُٹھا، گھر میں دیا آکر چھپا

ایسی تھی پابندِ رضا، رونا نہ جابر سے کہا

آئے مصطفیٰ ﷺ، جابر نے ہاتھوں کو دُھلا

جو کچھ تھا آگے رکھ دیا، تھی صاف نیت آپ کی

☆......☆......☆

کھانے والے تھے بہت، کم کھانا دیکھا آپ نے

ڈھک دیا اس دیگ پر چادر کا پلّہ آپ نے

☆......☆......☆

نازل ہوئے روح الامیں، بولے سُنو یا شاہِ دیں

بیٹھے ہیں سارے ہم نشیں، ہے حکم رب العالمیں

جابر کے فرزند حزیں، دعوت میں کیوں شامل نہیں

بلوائیے ان کو یہیں، کرلیں زیارت آپ کی

بولے جابر سے رسول اللہ ﷺ تیرے بیٹے ہیں کہاں
بتلاؤ گر لیٹے کہیں ، دکھلاؤ لیٹے ہیں کہاں

☆......☆......☆

بیوی نے بڑھ کر عرض کی ، روحی فداک یا نبی!
بچوں کی بھی اچھی کہی ، آتے رہیں گے وہ کبھی!

فرمایا آئیں گے وہ اگر کھانا تو کھائیں گے جبھی
حیران تھے سب آدمی ، سُن سُن نصیحت آپ کی

☆......☆......☆

بولے جابر یا رسول اللہ! ابھی جاتا ہوں میں
خدمتِ اقدس میں ان کو ، ڈھونڈ کر لاتا ہوں میں

☆......☆......☆

بیوی نے چپکے سے بُلا ، سارا سنایا ماجرا
لاشے دیئے لا کر دکھا ، جابر کو سکتہ ہو گیا

دونوں کی لاشوں کو اٹھا ، قدموں میں لا کر رکھ دیا
بولے محمد مصطفیٰ ﷺ ، اچھی ہے قسمت آپ کی

☆......☆......☆

آپ نے فرمایا اُٹھو ، حکم سے اللہ کے
آج کھانا ساتھ کھاؤ ، گے رسول اللہ ﷺ کے

☆......☆......☆

سُنتے ہی یہ حکم وہ ، خفتہ خواب عدم
جی اُٹھے دونوں ایک دم، ماں باپ نے چومے قدم
فرمایا اب کھائیں گے ہم، کھانے لگے مل کر باہم
کھایا نہ بچوں کے سوا، دیکھو محبت آپ ﷺ کی

☆......☆......☆

تبصرۂ اویسی غفرلہٗ: اس واقعہ میں جہاں تک اِحیاء الموتیٰ کا ثبوت ہے اسی طرح حضور سرورِ عالم ﷺ کا علمِ غیب بھی ثابت ہوا، کہ آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بچوں کی موت جان کر عمداً انہیں اپنے ساتھ کھانا کھانے کا اِصرار فرمایا۔

سب پوری حاجت ہوگئی، لوگوں کو حیرت ہوگئی　　معلوم عظمت ہوگئی، مشہورِ خلقت ہوگئی
پیٹ سب کا بھر گیا، کھانا مگر باقی رہا　　ساقی کوثر جو اپنے دست سے باقی رہا

☆......☆......☆......☆

انتباہ : بعض کوڑھ مغز اس معجزہ کا انکار کرتے ہیں حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انہیں اقرار ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ انہیں اپنے نبی علیہ السلام سے بغض وعداوت ہے۔ اس کے باوجود فقیر اس معجزے کے حوالہ جات عرض کیے جاتا ہے تاکہ مخالف کا منہ بند ہو۔

۱۔ دلائل النبوۃ للبیہقی　۲۔ مدارج النبوۃ　۳۔ شرح قصیدہ للخرپوتی وغیرہ۔

مزید تحقیق فقیر کے رسالہ ''غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اور بڑھیا کا بیڑا'' میں پڑھیے۔

لڑکی زندہ ہوگئی

ایک شخص کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوتِ اسلام دی۔ اس نے عرض کی کہ ایک شرط پر مسلمان ہوں گا کہ آپ میری لڑکی کو زندہ کردیں۔ آپ نے فرمایا، اس کی قبر کہاں ہے؟ ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میں اپنی لڑکی کو وادی میں پھینک آیا ہوں جب آپ اس وادی میں پہنچے تو اس لڑکی کا نام لے کر پکارا تو وہ لبیک بولنے لگی۔ عرض کی، کیا ارشاد ہے؟ آپ نے فرمایا، کیا تو دنیا میں لوٹ آنا چاہتی ہے؟ عرض کی، اب نہ مجھے ماں کی ضرورت ہے نہ باپ کی۔ مجھے آخرت چاہئے۔ آپ نے فرمایا، اگر تیری ماں اور تیرا باپ ایمان لائیں تو کیا تو واپس آجائے گی؟ جواب دیا، مجھے ان کی پرواہ نہیں میں اپنے رب کے پاس پہنچ چکی ہوں۔ (مدارج النبوۃ)

مردہ لڑکی زندہ فرمائی

امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں اور امام اجل علامہ احمد بن خطیب مصری قسطلانی نے اپنی کتاب "المواهب اللدنية على الشمائل المحمدية" میں روایت فرمایا ہے کہ ''حضور اقدس ﷺ نے ایک شخص کو اسلام کی دعوت دی۔ اس شخص نے کہا کہ جب تک آپ میری مردہ لڑکی کو دوبارہ زندہ نہیں فرمائیں گے وہاں تک میں ایمان نہیں لاؤں گا۔ حضور اقدس ﷺ نے اس شخص سے فرمایا کہ مجھے اپنی بیٹی کی قبر دکھا۔ وہ شخص حضور اقدس ﷺ کو اپنی بیٹی کی قبر کے پاس لے آیا۔ حضور اقدس ﷺ نے اس کی قبر کے پاس کھڑے ہوکر اس کو پکارا۔ اس مردہ لڑکی نے جواب دیا، لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ یعنی، میں حاضر ہوں اور آپ کی فرمانبردار ہوں۔ بعدہٗ حضور اقدس ﷺ

نے اس لڑکی سے دریافت فرمایا کہ کیا تو دوبارہ دنیا میں واپس آنا چاہتی ہے؟ اس نے جواب دیا، نہیں یارسول اللہ! میں نے آخرت کو دنیا سے بہتر پایا ہے۔

(مدارج النبوۃ، شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی، اُردو ترجمہ، جلد۱،ص ۳۵۹)

فائدہ : حضور نبی پاک ﷺ کو اگر بقول منکرین، مردہ زندہ کرنے کا اختیار نہ ہوتا تو فرماتے، میں اس بارہ میں کچھ نہیں کرسکتا بلکہ اس شخص کے عرض کرنے پر اس کی لڑکی کی قبر پر تشریف لے جا کر اسے زندہ بھی کیا اور اس سے اس کی کیفیت بھی اس کے والد کو سنا دی۔ یہ اتنا واضح معجزہ ہے کہ دشمن بھی ضدی نہ ہو تو مانے بغیر نہیں رہ سکے گا لیکن منکرینِ کمالات ایسے بلا کے ضدی ہیں کہ یہ دوزخ میں جانا منظور کرلیں گے لیکن کمالِ مصطفیٰ ﷺ کے انکار سے باز نہیں آسکیں گے۔

جنگل میں پڑی لڑکی کو زندہ کیا

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری لڑکی فلاں جنگل میں مرگئی ہے حضور ﷺ اس کے ہمراہ جنگل میں تشریف لے گئے، وناداها باسمها يا فلانة أجيبني بإذن الله، فخرجتْ وهي تقول: لبّيك وسعديك۔ حضور سرور عالم ﷺ نے جنگل میں تشریف لاکر اس لڑکی کا نام لے کر پکارا، فرمایا کہ اے لڑکی مجھے اللہ کے حکم سے جواب دے! تو لبیک وسعدیک کہتے ہوئے باہر آگئی۔

(شرح شفاء شریف، جلد۱،ص ۶۴۸)

ابو جہل کا مور......!!

امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ابو جہل نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ اگر آپ اس پتھر سے جو میرے گھر میں لگا ہوا ہے، سے ایک خوبصورت مور نکال دیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ حضرت محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے خدا سے دعا مانگی، ابھی آپ نے ہاتھ اُٹھائے ہی تھے کہ اس پتھر سے کراہنے کی آواز آئی جیسے عورت بچہ جننے کے وقت آواز نکالتی ہے۔ پھر اس پتھر سے ایک مور نکلا جس کا سینہ سونے اور زمرد کا تھا۔ اس کے بازو یاقوت اور پاؤں جواہر کے تھے جب ابو جہل نے آپ کا یہ معجزہ دیکھا تو فوراً اپنی کی ہوئی بات سے منکر ہو گیا۔
(الحاوی للفتاوی، مطبوعہ مصر)

فائدہ: یہ اسی کُن کے لوازمات سے ہے کہ جیسے آپ کا ارادہ ہوا اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی کر دیا۔

پتھر سے پرندہ

ایک دن ابو جہل لعین حضرت محمد کریم ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگا کہ اے محمد (ﷺ) آسمان زیادہ قوی ہے یا زمین؟ آپ نے جواباً فرمایا، آسمان۔ پھر لعین بولا کہ آپ کا رب زیادہ قوت رکھتا ہے یا پتھر؟ فرمایا، میرا رب جس کی شان یہ ہے ﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ابو جہل کہنے لگا کہ آپ اپنے رب سے کہئے کہ اس پتھر سے ایک ایسا پرندہ نکالے جس کے منہ میں کاغذ ہو اور کاغذ پر آپ کی نبوت کی گواہی ہو، اگر ایسا ہوا تو میں اسلام قبول کر لوں گا۔ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام نے

بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! اس پتھر کی طرف انگشتِ رحمت فرمائیے۔ آپ نے پتھر کی طرف انگلی سے اشارہ فرمایا فوراً پتھر پھٹا اور اس سے ایک خوبصورت پرندہ نکلا جس کے منہ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا تھا۔ جس پر لکھا ہوا تھا، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ أُمَّتِيْ مُذْنِبَتِيْ وَرَبٌّ غَفُوْرٌ یعنی، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، امت گنہگار اور پروردگار بخشنے والا ہے۔ اس پر بھی ابو جہل ایمان نہ لاسکا اور کہنے لگا اے محمد! تو تو فرعون کے جادوگروں سے بھی بڑھ کر ہے (معاذ اللہ) اس پر آپ نے فرمایا کہ ابو جہل فرعون سے بھی بدتر حالت میں مرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

فائدہ: غزوۂ بدر کے واقعات شاہد ہیں کہ ابو جہل کس طرح بری موت مرا۔

بطریقِ دیگر

مذکورہ بالا معجزات میں اِحیاء الموتیٰ کا ذکر تھا جو حضور پاک ﷺ نے بلا واسطہ مردے زندہ فرمائے اب وہ معجزات ذکر کئے جاتے ہیں جو آپ ﷺ کی برکت سے مردہ زندہ ہوئے۔

اصحابِ کہف

حضور سرورِ عالم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اصحابِ کہف سے متعلق پوچھا، اُنہوں نے عرض کی کہ آپ انہیں اس عالم میں نہیں دیکھیں گے البتہ آپ اپنے پسندیدہ اصحاب کو بھیج کر اپنی دعوتِ اسلام سے اُنہیں نواز سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، میں اپنے اصحاب کو اُن کے ہاں کس طرح بھیجوں اور کن کو بھیجوں۔ حضرت جبرئیل

علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ اپنی چادر مبارک بچھایئے۔ صدیق وفاروق اور علی المرتضیٰ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہم کو فرمایئے تا کہ وہ ہر ایک اس کے ایک ایک کونے پر بیٹھ جائیں اور ہوا کو حکم فرمایئے تا کہ وہ انہیں اُڑا کر لے جائے اور غار تک پہنچا دے اور ہوا آپ کی تابعدار ہے جیسے تختِ سلیمانی کو اُڑا کر چلتی تھی۔ آپ کے غلاموں کو بھی لے جائے گی۔

حضور سرورِ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائی چنانچہ ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اُڑا کر غار تک لے گئی۔ انہوں نے غار سے ایک پتھر ہٹایا تو کُتے نے جونہی روشنی دیکھی اولاً تو شور مچاتے ہوئے حملہ آور ہونے کی کوشش کی۔ اس کے بعد جب صحابہ کرام کی شخصیت پر نگاہ ڈالی تو دُم ہلا کر اصحابِ کہف کے ہاں جانے کا اشارہ کیا۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اصحابِ کہف کے قریب ہوئے اور کہا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اللہ تعالیٰ نے اُن حضرات کی ارواح کو ان کے اجسام میں واپس لوٹایا تو اُن کے سوال (سلام) کا جواب دیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ حضرات کو سلام بھیجا ہے اور اسلام کی دعوت بھی۔ ان حضرات نے دعوتِ اسلام کو قبول کیا اور عرض کی، ہمارا بھی بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں سلام عرض کر دینا اس کے بعد وہ اپنی آرام گاہ میں چلے گئے پھر وہ حضرات امام مہدی رضی اللہ عنہ کے دور میں زندہ ہو کر آپ کا ساتھ دیں گے۔ مزید تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب ''قیامت کی نشانیاں'' (مطبوعہ: بزمِ فیضانِ اُویسیہ رضویہ، کراچی) کا مطالعہ فرمائیں۔

نوجوان انصاری

حضرت انس بن مالک ﷛ فرماتے ہیں کہ میں ایک نوجوان انصاری کی عیادت کے لئے گیا میں نے بہت جلد تر مرنے والا کسی کو نہیں دیکھا، ہم نے اس کی آنکھیں بند کیں (جیسے مرنے والوں کی آنکھوں کو مرتے وقت بند کیا جاتا ہے) اور اس پر کپڑا ڈال دیا (جیسے مردے پر مرنے کے بعد ڈالا جاتا ہے)۔ ہم میں سے کسی نے اس کی ماں سے کہا کہ بی بی صبر کیجئے صبر کا بڑا اجر ہے۔ اس نے کہا، کیا میرا بیٹا مر گیا۔ ہم نے کہا، ہاں۔ اس نے کہا، تم ٹھیک کہتے ہو پھر اس نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہا، اے اللہ کریم میں تجھ پر ایمان لائی اور تیرے حبیب ﷺ کے ساتھ ہجرت کی مجھ پر جب بھی مشکل پڑی میں نے تجھے یاد کیا تو تُو نے میری مشکل حل فرمائی۔ اب بھی عرض ہے کہ آج یہ مصیبت میری برداشت سے باہر ہے فلہٰذا میرے بیٹے کو زندہ فرما دے۔

حضرت انس ﷛ فرماتے ہیں کہ اس نوجوان کے چہرہ سے کپڑا اٹھایا گیا تو وہ زندہ تھا ہم اسی حالت میں ہی تھے تو پھر اُٹھ کر اس نے ہمارے ساتھ کھانا کھایا۔

رواہ ابن ابی الدنیا

حاشیۂ اویسی غفرلہٗ: یہ روایت شفاء شریف میں بھی ہے۔

عن أنس ﷛ أن شاباً من الأنصار توفي وله أم عجوز عمياء فسجيناه وعزيناها، فقالت: مات ابني؟ قلنا: نعم۔ قالت: اللّٰهم إن كنت تعلم أني هاجرتُ إليك وإلى رسولك رجاءً أن تعينني على كل شدة فلا تحمنن على هذه البلية فما برحنا أن كشف الثوب عن وجهه فطعم وطعمنا۔ (شفاء شريف ج ۱، فصل إحياء الموتى، ص ۲۱۱، مطبوعة مصر)

حضرت انس ﷺ سے مروی ہے کہ انصاری نوجوان فوت ہوگیا اس کی ایک بڑھیا ماں آنکھوں سے نابینا تھی ہم اس کے ہاں تعزیت کے لئے حاضر ہوئے کہنے لگی کیا میرا بیٹا فوت ہوگیا؟ ہم نے کہا، ہاں۔ تو اس عورت نے دعا کی، اے الہ العالمین میں نے تیرے رسول ﷺ کے ساتھ ہجرت کی کہ تو ہر دکھ میں مدد فرمائے گا۔ مجھ سے یہ بوجھ نہ اُٹھایا جائے گا کہ میرا بیٹا مجھ سے جدا ہو۔ حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں اسی وقت مردہ نوجوان نے کپڑا منہ سے اُتارا پھر اس نے ہمارے ساتھ مل کر طعام کھایا۔

ایک اور نوجوان

ایک بڑھیا کبیرۃ السن آنکھوں سے اندھی، بہری، اپاہج تھی اس کا کوئی سہارا نہ تھا سوائے اس کے اپنے بیٹے کے، وہی اسے اُٹھاتا بٹھاتا کھلاتا پلاتا و دیگر ضروریات پوری کرتا۔ قضائے الٰہی سے وہ فوت ہوگیا ہم نے اس کے پاس آ کر تعزیت کی اور صبر کی تلقین کی، اس نے کہا کیا ماجرا ہے کیا واقعی میرا بیٹا مر گیا؟ ہم نے کہا، ہاں اس نے کہا، اے میرے مولیٰ کریم مجھ پر رحم فرما میرا بیٹا مجھ سے نہ چھین۔ میں اندھی، بہری، اپاہج ہوں اے میرے مولیٰ اسی وجہ سے مجھ پر رحم فرما۔

راوی کہتا ہے کہ ہم نے کہا اس دیوانگی میں ایسے کہہ رہی ہے ہم بازار سے نوجوان کا کفن خرید کر واپس آئے تو نوجوان اُٹھ کر بیٹھا ہوا تھا۔

رواه ابن أبي الدنيا في من عاش بعد الموت

فائدہ : یہ روایت امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں نقل کی ہے اور ابنِ کثیر نے اسی طرح ''بنایہ نہایہ'' ج ۶، ص ۱۵۴ میں نقل کیا۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جب آپ کو قبر میں رکھ چکے تو تمام لوگوں نے سنا وہ کہتے تھے ابو بکر صدیق، عمر شہید عثمان رحیم صحابہ کرام نے دیکھا تو وہ ویسے ہی فوت شدہ تھے جیسے بات کرنے سے پہلے تھے۔

(رواہ البیهقي، الکلام المبین ص ۷۷)

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے ام عبداللہ بنت ابی ہاشم کو خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ خط نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) سے ام عبداللہ کو روانہ کیا جارہا ہے۔

السلام علیکم، میں اللہ کی حمد کرتا ہوں اس کے سوا کوئی معبود نہیں تم نے لکھا تھا کہ میں تمہیں زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا حال لکھوں تو معلوم ہو کہ اس نوجوان (زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ) کو حلق میں درد اُٹھا حالانکہ وہ اس سے پہلے سب سے زیادہ تندرست تھا لیکن اس درد نے انہیں آناً فاناً موت کے گھاٹ اُتار دیا یعنی ظہر و عصر کے درمیان فوت ہو گیا۔ ہم نے انہیں لٹا کر ان پر دو چادریں ڈال دیں جیسے مردوں پر غسل دینے سے پہلے کیا جاتا ہے تھوڑی دیر بعد ایک آدمی آیا جبکہ میں ابھی مغرب کی نوافل پڑھ رہا تھا۔ کہا کہ زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ مرنے کے بعد بول پڑے ہیں۔ میں جلدی بڑھ کر پہنچا تو چند انصاری حضرات پہلے سے موجود تھے وہ کہہ رہا تھا یا اس کی زبان پر کہلوایا گیا، درمیانی آواز میں سنائی دیا کہ:

بہت بڑا طاقتور تھا کہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والی کی ملامت کی

پرواہ نہیں کرتا تھا اور لوگوں کو یہ حکم نہیں دیتا تھا کہ زبردست کمزور کو کھا جائے وہ ہیں عبداللہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ انہوں نے سچ کہا انہوں نے سچ کہا یہی کتابِ اول میں ہے۔

پھر کہا کہ عثمان امیر المؤمنین لوگوں کی بہت سی غلطیاں معاف فرماتے تھے ان کی دو راتیں خیر سے گزر رہی چار راتیں باقی تھیں پھر لوگوں نے ان کے دور میں اختلاف کیا بعض نے بعض کو کھایا۔ نظامِ مملکت درہم برہم ہو گیا۔

(ابن أبي الدنيا في من عاش بعد الموت ص ١٤)

اے لوگو! اپنے امیر کی طرف متوجہ ہو کر اس کی بات سنو اور اس کی اِطاعت کرو جو ان سے روگردانی کرے گا اس کا خون بہانا مباح ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا امر مقرر ٹھہر چکا۔

اللہ اکبر! یہ ہے جنت یہ ہے دوزخ۔ انبیاء و صدیقین کہہ رہے ہیں، سلام ہو تم پر اے عبداللہ بن رواحہ کیا تو نے اس کے باپ اور سعد کے لئے جو دونوں اُحد میں شہید ہو گئے اس کے بعد ان کی آواز پست ہو گئی میں نے ان لوگوں سے پوچھا جو مجھ سے پہلے موجود تھے کہ میرے آنے سے پہلے انہوں نے کیا کہا تھا؟ حاضرین نے جواب دیا کہ ہم نے سنا وہ کہہ رہے تھے، چپ رہو چپ رہو۔ ہم ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے ہم نے غور کیا کہ حضرت زید کپڑے کے اندر سے بول رہے ہیں ہم نے انکا چہرہ کھولا تو کہتے ہیں، یہ ہیں حضور رسول اکرم ﷺ یارسول اللہ ﷺ! آپ پر سلام ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں۔ (ابن ابی الدنیا)

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ خوش بختوں کو وصال کے وقت حضور نبی پاک ﷺ زیارت سے مشرف فرماتے ہیں اور وہ کتنے ہوتے ہیں واللہ اعلم لیکن یہ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ امت کے حالات سے آگاہ ہیں (حاضر بھی ہیں اور ناظر بھی) اویسی غفرلہٗ۔

پھر کہا، ابو بکر صدیق وامین اور خلیفۂ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ ؓ جسم میں ضعیف لیکن امر الٰہی میں قوی تھے انہوں نے سچ کہا سچ کہا۔ یہی کتاب اول میں ہے۔

(۲) عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے وہ مخطوط پڑھا ہے جو حبیب بن سالم کے پاس تھا جو کہ انہوں نے ام خالد کو لکھا تھا۔

امابعد! تم نے مجھ سے زید بن خارجہ ؓ کا وہ واقعہ پوچھا ہے جو وفات کے بعد ہوا۔ اس کے بعد وہی تفصیل ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔

(من عاش بعد الموت، لابن أبي الدنيا، ص ١٥)

ایک انصاری مرد کی کہانی

حضرت سعید بن المسیب (تابعی) ؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک انصاری مرد کی وفات کے وقت موجود تھا جب مرنے کے بعد اس پر کپڑے ڈالے گئے جیسے مُردوں پر غسل سے پہلے ڈالے جاتے ہیں تو وہ بول پڑا۔ کہا، ابو بکر امرِ الٰہی میں قوی اور نظروں میں کمزور تھے اور عمر امین تھے اور عثمان ان کے طریقے پر تھے پھر عدل منقطع ہو گیا اور قوی نے ضعیف کو کھایا (ایضاً)

زید بن خارجہ ؓ

(۱) حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ جب زید بن خارجہ ؓ فوت ہوئے تو انصار میں سب کی خواہش تھی کہ وہ انہیں غسل دیں اس پر بہت بڑا جھگڑا بپا ہوا میں نے مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ پہلے دو بار انہیں غسل دیا جائے تیسری بار برادری کا بڑا

سردار مل کران کے جسم پر پانی ڈالے چنانچہ یہ رائے سب کو پسند آئی تیسری بار کے غسل میں، میں بھی شریک تھا جب ہم نے ان پر پانی ڈالا تو وہ بول پڑے فرمایا دو گزر گئے چار رہ گئے۔ دولت مندوں نے غرباء کو کھایا اس پر وہ بکھر گئے اور نظامِ سلطنت نہ رہی۔ ابو بکر نرم دل اور اہلِ ایمان کے لئے رحیم تھے۔ عمر کافروں پر سخت وملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔ عثمان نرم اور اہلِ ایمان کے لئے رحیم تھے اور تم عثمان کے طریقے پر ہو پس سنو اور اِطاعت کرو اس کے بعد ان کی آواز پست ہو گئی ہم نے دیکھا کہ ان کی زبان متحرک ہے لیکن جسم مُردہ تھا۔ (ایضاً)

(۲) حضرت نعمان بن بشیر ﷺ نے فرمایا کہ زید بن خارجہ ﷺ انصار کے سرداروں میں سے تھے۔ ہجرت کے بعد حضرت ابو بکر ﷺ ان کے والد خارجہ بن سعد کے ہاں مقیم ہوئے اور ان کی بیٹی سے نکاح کیا اور اس خاتون کا پہلا شوہر سعد تھا۔ زید کا باپ اور بھائی سعد غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے تھے اور حضرت زید حضرت ابو بکر وحضرت عمر اور حضرت عثمان ﷺ کے خلافت کے چند سال تک زندہ تھے وہ ایک دن ظہر وعصر کے درمیان مدینہ پاک کی کسی راہ پر جا رہے تھے کہ اچانک گر پڑے اور اسی وقت اُن پر موت واقع ہوئی انصار کو معلوم ہوا تو انہیں گھر لے آئے اور ان پر چادریں ڈال دیں جیسے مُردے پر غسل سے پہلے ڈالی جاتی ہیں ان کے گھر میں عورتیں رو رہی ہیں اور مرد بھی اسی حالت میں۔ مغرب وعشاء کے درمیان آواز سُنائی دی جس میں کہا جا رہا تھا، چپ رہو چپ رہو دیکھا گیا تو آواز ان کپڑوں کے اندر سے آ رہی تھی حضرت زید کے چہرے اور سینے سے کپڑا ہٹایا گیا تو کوئی کہنے والا ان کی زبان پر بول رہا ہے کہ محمد رسول الله النبي الأمي خاتم النبيين لا نبي بعدهٗ (ﷺ) یہی

کتاب اول میں ہے پھر بولنے والے نے کہا کہ: صَدَقَ صَدَقَ صَدَقَ

(اس میں مرزا قادیانی کا ردّ ہے کہ اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا) اویسی غفرلہٗ

پھر بولنے والا اس کی زبان پر بولا کہ ابو بکر خلیفہ رسول اللہ ﷺ الصدیق الامین، وہ جسم میں کمزور اور امرِ الٰہی میں قوی تھے اور یہی کتاب اول میں ہے پھر ان کی زبان پر بولنے والے نے کہا: صَدَقَ صَدَقَ صَدَقَ

پھر کہا، ان کا درمیانہ قوم میں مضبوط تر تھا وہ ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتا تھا وہ لوگوں کو روکتا تھا کہ قوی ضعیف کو نہ کھائے وہ ہیں عبد اللہ عمر امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ یہی کتاب اول میں ہے پھر بولنے والا ان کی زبان پر بولا کہ: صَدَقَ صَدَقَ صَدَقَ

پھر کہا، عثمان غنی امیر المؤمنین ہیں۔ وہ اہلِ ایمان کے لئے رحیم ہیں اور وہ لوگوں کی بہت سی خطائیں معاف کر دیتے تھے دو راتیں گزر گئیں دو راتوں سے مراد دو سال مراد ہیں اور چار رہ گئیں اب ان کا کوئی نظام نہ رہا۔

روز قیامت قریب ہو گئی بعض لوگوں نے دوسروں کو کھایا اہلِ ایمان پریشان ہو گئے اور انہوں نے کہا، اے لوگو! اللہ کی کتاب ہے اور اس کی تقدیر سے تم اپنے امیر کی بات مانو اور اس کی سنو اور اس کی اِطاعت کرو کیونکہ وہ اپنے پیشتروں کے منہاج پر ہیں جو روگردانی کرے گا اس کے خون کی کوئی ذمہ داری نہیں یعنی، اسے قتل کرنا جائز ہو گا اور اللہ کی تقدیر مقدر ہے۔ یہ دو بار کہا۔

پھر کہا، یہ نار (جہنم) ہے یہ جنت ہے اور یہ انبیاء و شہداء ہیں۔ کہہ رہے ہیں سلام ہو تم پر اے عبد اللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہ)۔

پھر کہا، کَلَّآ اِنَّھَا لَظٰی تا فَاَوْعٰی [المعارج: ۷۰/۱۵-۱۸]

پھر کہا، یہ رسول اللہ ﷺ ہیں یارسول اللہ! سلام ہوں آپ پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

حضرت نعمان فرماتے ہیں کہ مجھے کہا گیا کہ زید بن خارجہ مرنے کے بعد بول رہے ہیں میں لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا ان کے سرہانے پہنچا میں نے یہ کلام سنا کہ قول میں مضبوط تر ہیں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور میں نے لوگوں سے پوچھا کہ انہوں نے اس سے پہلے کیا کہا لوگوں نے وہی سُنایا جو پہلے مذکور ہوا ہے۔

مُسَیلمَۃُ الکَذّاب کے دور کا شَہِید

ایک شخص کو مسلیمۃ الکذاب کی فوجِ نے شہید کیا تو وہ بھی مرنے کے بعد بول رہا تھا۔

محمد رسول اللہ ﷺ، ابوبکر الصدیق، عثمان نرم دل اور رحیم

ربیع بن حراش رضی اللہ عنہ

(۱) ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم تین بھائی تھے ہمارے میں درمیانہ سب سے زیادہ عبادت گزار اور زیادہ روزہ رکھنے والا اور ہم دونوں سے افضل تھا میں چند روز گھر سے باہر کہیں گیا ہوا تھا، جب گھر پہنچا تو مجھے کہا گیا جلدی کرو تمہارا بھائی موت کے منہ میں ہے۔ میں جلدی سے ان کے ہاں آیا تو وہ فوت ہو چکے تھے اور غسل سے پہلے والی چادریں ان پر ڈال دی گئی تھیں۔ میں ان کے سرہانے بیٹھ کر رونے لگا اس نے اپنے چہرہ سے کپڑا اٹھا کر کہا، السلام علیکم۔

میں نے کہا، مرنے کے بعد بھی آپ زندہ ہیں فرمایا، ہاں میں اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضر ہوا تو اس نے مجھے رَوح وریحان سے نوازا اور میں نے اپنے رب کو خوش پایا اس نے مجھے سندس واستبرق کے سبز کپڑے پہنائے اور میں نے معاملہ اس سے آسان پایا جو تم سمجھتے ہو۔ یہ تین بار کہا۔

اور کہا کہ نیک عمل کرو۔ اس میں سستی نہ کرو یہ بھی تین بار کہا اور کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا میں تیرے انتظار میں ہوں جلد تر آؤ اسی لئے میری تجہیز وتکفین میں جلدی کرو اس کے بعد اتنا جلد چپ ہو گئے جیسے کنکری پانی میں تیزی سے گرتی ہے۔ میں نے کہا میرے بھائی کی تجہیز وتکفین جلدی کرو۔

(۲) ربعی بن حراش کہتے ہیں کہ میرا ایک بھائی تھا جو گرم تر دنوں میں نفلی روزے رکھتا اور سرد راتوں میں نوافل پڑھتا رہتا اس کے بعد مذکورہ بالا قصہ بیان کیا۔

علمِ غیب کی تصدیق : یہ واقعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہنچا تو آپ نے اس کی تصدیق فرمائی اور فرمایا کہ:

(۱) ہم رسول اللہ ﷺ سے سنتے تھے کہ اس امت میں موت کے بعد ایک مرد گفتگو کرے گا۔

(۲) ابن حراش یعنی، ربیع ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ وہ زندگی بھر نہ ہنسے گا جب تک اسے یقین نہ ہو جائے کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی پھر وہی ہوا جو مذکور ہوا۔ یہ واقعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہنچا تو فرمایا، راوی (اخو بنی عبس رحمہ اللہ) نے صحیح کہا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ:

"رجل يتكلم من أمتي بعد الموت من خيار التابعين"

یعنی، ایک مرد میری امت کا خیر التابعین، موت کے بعد گفتگو کرے گا۔

(ابن ابی الدنیا)

فوائدِ اُویسیہ: علمِ غیب کا واضح بیان ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو بعطائے الٰہی علمِ غیب حاصل تھا جیسے روایتِ بخاری میں منقول ہے کہ بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے علمِ غیب کی نفی فرمائی ہے اس سے علمِ ذاتی بالاستقلال کی نفی ہے ورنہ مذکورہ بالا واقعہ کی تصدیق نہ فرماتیں۔

مزید تفصیل کے لئے فقیر کی شرح البخاری المعروف بہ "الفیض الجاری" میں پڑھئے۔

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ حضور نبی پاک ﷺ کو ہر امتی کے حالات کی خبر ہے۔

سوال: تم کہتے ہیں کہ خیر التابعین سیدنا اویس قرنی ہیں بعض محدثین دوسروں کو خیر التابعین کہتے ہیں مثلاً سیدنا حسن بصری، سیدنا سعید بن جبیر وغیرہم رضی اللہ عنہم؟

جواب: ہر ایک کا خیر التابعین ہونا حق ہے من حیث الخواص یعنی، اپنی اپنی خصوصیات میں ہر ایک اپنے طور پر خیر التابعین و افضل التابعین ہے۔ تفصیل فقیر کی شرح مسلم میں پڑھئے الموسوم بہ "نصرۃ المسلم فی شرح مسلم"

ربیع وربعی دو بیٹے حراش رضی اللہ عنہ کے

ربیع بن حراش رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ ضحک (ہنسی) سے اپنے دانت نہ کھولے گا جب تک معلوم نہ ہو کہ میرا ٹھکانا کہاں ہے چنانچہ وہ موت کے بعد ہی

بولے (جیسے پہلے مفصل مذکور ہوا ہے) پھر ان کی طرح اس کے بھائی ربعی بن حراش ﷺ نے بھی قسم کھائی کہ وہ زندگی بھر نہ بولے گا یہاں تک کہ معلوم ہو کہ میرا ٹھکانا جنت ہے یا دوزخ۔ چنانچہ آپ کے غسال (مُردہ نہلانے والے) نے خبر دی کہ غسل کے تختہِ پر تبسّم فرمارہے تھے اور ہم انہیں غسل دیتے رہے ہماری فراغت از غسل تک برابر متبسّم رہے۔ (ابن ابی الدنیا)

ایک اور مردِ خدا

حضرت ابو عاصم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے خبر دی فرمایا کہ میرے ماموں پر بیہوشی طاری ہوئی یعنی موت واقع ہوئی ہم نے غسل سے پہلے والے کپڑے ان پر ڈال دیئے اور اُٹھ کر ارادہ کیا کہ انہیں غسل دیں انہوں نے چہرہ سے کپڑا ہٹا کر کہا اے اللہ! مجھے موت نہ دے یہاں تک کہ مجھے تیری راہ میں جنگ کرنا نصیب ہو (اور اسی میں شہید ہو جاؤں)۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ بعدہٗ ایک عرصہ زندہ رہے یہاں تک کہ انہیں بطّال کے ساتھ شہادت نصیب ہوئی۔ (ابن ابی الدنیا)

روبہ بنتِ بیجان رضی اللہ عنہا

آپ سخت بیمار رہیں بالآخر ان کے گھر والوں کے نزدیک وہ مر گئیں۔ انہیں غسل دے کر کفنایا گیا اچانک دیکھا گیا کہ وہ متحرک ہو کر لوگوں کی طرف دیکھ کر کہہ رہی ہیں، مبارک ہو کہ میں نے برزخ کا معاملہ آسان تر پایا ہے جبکہ تم اس کے

خطرات سے ڈراتے تھے اور مجھے یہ محسوس ہوا ہے کہ قطع رحمی کرنے والا اور دائماً شراب پینے والا اور مشرک جنت میں داخل نہ ہوں گے۔

تبصرۂ اویسی غفرلہٗ: اکثر خواتین اپنی کمتری کے احساس میں مبتلا ہو کر خود کو کمتر تصور کر کے عبادات سے محروم رہ جاتی ہیں میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ خاتون ہمت کرے تو بہت سے مردوں سے بازی لے جاتی ہے جیسا کہ مذکورہ بالا واقعہ سے معلوم ہوا۔ (ابن ابی الدنیا)

ایک مردِ خُدا (رحمہ اللہ)

ایک نیک مرد کی روح پرواز کر گئی (فوت ہو گیا) تو اس پر اس کے اعمال پیش کئے گئے تو کہنے لگا میں نے استغفار سے بڑھ کر کوئی بہتر عمل نہیں پایا میں نے جس گناہ سے بھی استغفار کی اسے بخشا ہوا پایا یہاں تک کہ میں نے کسی باغ سے انار توڑا تو بھی بخشا گیا اور میرے لئے نیکی لکھی ہوئی تھی میں نے کسی شب کو نوافل پڑھے اس پر میں نے آواز بلند کی تو میرے ہمسایہ نے سن لیا اس نے بھی اُٹھ کر نماز پڑھی اس پر بھی میری نیکی لکھی گئی میں نے کسی دن مسکین کو کچھ دیا لیکن لوگوں کے سامنے چونکہ اس میں ریاء پایا گیا اس پر نہ مجھے نیکی ملی اور نہ میرا گناہ لکھا گیا۔ (ابن ابی الدنیا، ص ۲۲)

نبی پاک ﷺ کا کمالِ بے مثال

اِحیاء الموتیٰ بھی بہت بڑا کمال ہے لیکن بڑھ کر یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بے جانوں کو جان سے نوازا۔ اس قسم کے بے شمار معجزات کتب سیر میں موجود ہیں۔ مثلاً

کھجور کا سوکھا ہوا تھم کیسے زندہ ہوا۔ عارف رومی قدس سرہٗ نے فرمایا،

استن حنانہ از ہجرِ رسول (ﷺ) نالامی زد چوں اربابِ عقول

رونے والا تھم رسول اللہ ﷺ کے ہجر سے ایسے روتا تھا جیسے عقل والے۔

اس کی تفصیل مع تحقیق سندات فقیر کی شرح مثنوی ''صدائے نوی'' میں پڑھیئے۔ مزید چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

بے جانوں کو جان بخشی

صحیح مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک سفر میں حضور نبی پاک ﷺ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ ایک میدان میں اُترے حضور علیہ السلام قضا حاجت کے لئے تشریف لے گئے وہاں کوئی آڑ نہ تھی دو درخت نظر آئے آپ ایک کے قریب تشریف لے گئے اور اس کی ایک شاخ پکڑ کر فرمایا کہ میری فرمانبرداری بحکمِ خدا کر! وہ درخت آپ کے ساتھ ہولیا جس طرح سے اُونٹ مہار والا، مہار پکڑنے والے کے ساتھ ہولیتا ہے۔ اس کے بعد آپ دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی بھی شاخ پکڑ کر فرمایا کہ بحکمِ خدا میرے اِطاعت کر وہ بھی ساتھ ہولیا پھر ان دونوں کو اس جگہ پر ٹھہرایا جو بیچا بیچ مسافت کا درمیان ان دونوں درختوں کے تھا اور فرمایا کہ دونوں مل جاؤ بحکمِ خدائے تعالیٰ سو وہ دونوں درخت مل گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بیٹھا کچھ دل میں خیال کرتا تھا اور ادھر سے میری نگاہ ہٹ گئی میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف لئے آتے ہیں اور وہ دونوں درخت علیحدہ ہو کر اپنی جگہ جا کھڑے ہوئے۔

کیکر کے درخت کو جان بخشی

دارمی نے ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ایک اعرابی آیا جب وہ قریب ہوا آپ نے اس سے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ تعالیٰ وحدہٗ اور کوئی اس کا شریک نہیں اور محمد بن عبداللہ (ﷺ) اس کا عبد اور رسول ہے۔ اس نے کہا اس بات پر تمہارا گواہ کون ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ درخت اور اس درخت کو آپ نے بلایا اور وہ اس میدان کے کنارے پر تھا سوز میں چلتا ہوا آکر آپ کے سامنے کھڑا ہوا آپ نے اس سے تین بار گواہی چاہی اس نے تین مرتبہ گواہی دی کہ آپ سچے ہیں پھر اپنی جگہ کو چلا گیا۔

خوشۂ خُرما میں جان ڈال دی

ترمذی نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ سے کہا کہ میں کیسے جانوں کہ آپ پیغمبر ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر میں اس خوشے کو بلاؤں اور وہ گواہی دے گا کہ میں رسولِ خدا ہوں پھر آپ نے اس خوشے کو بلایا وہ درخت پر سے جھکتا ہوا آیا یہاں تک کہ آپ کے پاس گرا اور اس نے آپ کی پیغمبری کی گواہی دی پھر آپ نے اس سے فرمایا، چلا جا! وہ اپنی جگہ پر چلا گیا تو وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

آپ کے حکم سے ایک درخت کا آنا

بزّار نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک اَعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے معجزہ طلب کیا آپ نے فرمایا کہ تو اس درخت سے جا کر کہہ کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں! اس اَعرابی نے جا کر کہا تو اس درخت نے اپنے دائیں بائیں، آگے پیچھے سے حرکت کی اور زمین کو پھاڑتا ہوا اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا جھپٹتا ہوا آپ کے سامنے آکر کھڑا ہوا اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ اَعرابی نے کہا کہ آپ اسے اجازت دیجئے کہ اپنی جگہ پر چلا جائے آپ نے واپس جانے کا حکم دیا، وہ واپس چلا گیا اور اس کی جڑیں زمین میں گھس گئیں اور وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اَعرابی مسلمان ہو گیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اِجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں، آپ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کے لئے سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے پھر اس نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے ہاتھ اور پاؤں چوموں آپ نے اجازت دی اور اس نے ہاتھ اور پاؤں مبارک آپ کے چومے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بزرگ دین دار کی تعظیم کے واسطے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے اگر براہِ محبتِ دینی ہو چنانچہ امام نووی نے اپنی کتاب ''اذکار'' میں لکھا ہے۔ (الکلام المبین مصنفہ صاحب علم الصیغہ)

حجر و شجر کو جان بخشی

بیہقی اور ابو یعلیٰ نے حضرت اُسامہ بن زید سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک سفرِ جہاد میں فرمایا کہ کہیں قضائے حاجت کے لئے

جگہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اس میدان میں آدمیوں کی کثرت سے کہیں ٹھکانا نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ دیکھو کہیں درخت یا پتھر ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ کچھ درخت پاس پاس ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جا کر درختوں سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم کرتے ہیں کہ اکٹھے ہو جاؤ اور پتھروں سے بھی اسی طرح کہو، سو میں نے جا کر کہا۔ قسم خدا کی میں نے دیکھا ان درختوں کو کہ قریب ہو گئے اور پتھر مل کر مثلِ دیوار کے ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے پیچھے بیٹھ کر قضائے حاجت کی، جب فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ علیحدہ ہو جاؤ۔ میں نے کہہ دیا تو قسم خدا کی میں نے دیکھا ان درختوں اور پتھروں کو کہ جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ پر ہو گئے۔

چھواروں کو جان بخشی

امام احمد، بیہقی اور طبرانی نے یعلیٰ بن سیابہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں ایک سفر میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھا آنحضرت ﷺ کو ضرورت قضائے حاجت کی ہوئی۔ آپ نے چھوہاروں کے دو چھوٹے درختوں کو حکم کیا کہ وہ دونوں مل گئے آپ نے انکی آڑ میں بیٹھ کر قضائے حاجت فرمائی۔

درخت کو جان بخشی

عبد اللہ بن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ جب جن آنحضرت ﷺ کے حضور میں حاضر ہوئے تھے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ کون گواہی دیتا ہے کہ آپ رسولِ خدا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ درخت۔ اس کے بعد آپ نے اس

درخت کو بُلایا کہ اے درخت چلا آ......! آسودہ درخت اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا چلا آیا اور آ کر اس نے گواہی دی آپ کی رسالت کی۔

اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں کتبِ معجزات کا مطالعہ کیجئے۔

ابو جہل کی کنکری

ابو جہل نے کنکریاں مٹھی میں لے کر پوچھا تو حضور ﷺ نے جواب مرحمت فرمایا کہ "تیری مٹھی میں کیا ہے وہ بتادوں یا تیری مٹھی میں جو ہے وہ بتادے کہ میں کون ہوں؟" ابو جہل نے کہا یہ تو زیادہ بہتر ہوگا۔ رحمتِ عالم ﷺ کی طرف ابو جہل کے ہاتھ میں بند کنکریوں کی جانب ملتفت ہوئیں اور ایک عظیم معجزہ ظہور پذیر ہوا۔ ابو جہل کے ہاتھ کی مٹھی میں جو کنکریاں تھیں ان کنکریوں سے "کلمۂ شہادت" کی دلکش صدائیں بلند ہونی شروع ہوئیں۔ پہلے تو ابو جہل کی سمجھ میں کچھ نہ آیا لیکن تھوڑی دیر میں اسے محسوس ہوا کہ کلمۂ شہادت کی آواز میری مٹھی سے آرہی ہے۔ تحقیق کرنے کی غرض سے اس نے اپنی مٹھی اپنے کان کے قریب دھری تو حیران رہ گیا کیونکہ اس کی مٹھی سے کلمۂ شہادت کی تسبیح کا غیر منقطع سلسلہ جاری تھا۔ بے جان کنکریوں سے کلمۂ شہادت کی صدا بلند ہوتی دیکھ کر بوکھلا گیا اور غصہ سے مبہوت ہو کر کنکریاں پھینک کر بھاگ نکلا۔

مثنوی مولانا رومی قدس سرہٗ: حضرت جلال الدین عارف رومی قدس سرہٗ نے اپنی "مثنوی شریف" میں اس معجزہ کو حسین انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اس کے متعلق فقیر کی "صدائے نوی شرح مثنوی معنوی" کا مطالعہ کیجئے۔

کمالاتِ اولیاء رحمہم اللہ

یہ مسلّم قاعدہ ہے کہ ولی اللہ کی کرامت درحقیقت اس کے اپنے نبی علیہ السلام کا معجزہ ہوتی ہے۔ اِحیاء الموتیٰ کی کرامتِ اولیائے امتِ مصطفیٰ ﷺ بیشمار ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں؛

حضرت سیدنا سری سقطی رضی اللہ عنہ کی مریدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا

عارف باللہ حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں کہ ایک خاتون سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مریدنی تھی۔ اس کا ایک لڑکا استاد کے پاس پڑھنے جاتا تھا۔ استاد نے اسے پن چکی پر بھیجا وہاں وہ لڑکا پانی میں ڈوب گیا۔ استاد نے سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اطلاع کی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی ماں کے پاس چل کر اسے صبر کی تلقین کریں۔ دونوں بی بی کے پاس چل کر صبر کی تلقین کرنے لگے۔ بی بی نے کہا تلقینِ صبر کا کیا مطلب؟ فرمایا تمہارا بیٹا ڈوب کر مر گیا ہے۔ بی بی نے کہا، میرے خدا نے ایسا نہیں کیا۔ چلیں مجھے بتائیں کہ وہ کہاں ڈوبا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہاں ڈوبا ہے۔ بی بی نے آواز دی، ''اے میرے لختِ جگر محمد!!'' (اس کا نام محمد تھا) پانی کے اندر سے جواب ملا، ''لبیک امی'' جہاں سے آواز آئی تھی۔ بی بی وہاں جا کر بیٹے کو پانی سے باہر نکال کر لے آئی۔ (نفحات الانس، ص ۸۹۲)

سیدنا جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا انکشاف: حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مریدِ صادق حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا

کہ یہ کیا راز ہے؟ شیخ جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کی، یہ ایک ایسی عورت ہے جو حق تعالیٰ کے واجبات پورے کرتی ہے اور جو ایسا کرتا ہے اس کا یہی حال ہوتا ہے کہ اگر اس کی نسبت کوئی حادثہ ہو تو اسے پہلے سے اطلاع دی جاتی ہے۔ چونکہ اسے بچے کے ڈوبنے سے آگاہ نہیں کیا گیا تو اس نے یقین کر لیا کہ یہ حادثہ ہوا ہی نہیں۔ (ایضاً)

فائدہ : اولیاء اللہ کی مختلف شانیں ہوتی ہیں بعض وہ ہیں کہ ان کے معاملات براہِ راست اللہ تعالیٰ سے ہوتے ہیں کہ

کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

حضور غوث اعظم سیدنا محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اِحیاء الموتی کی کرامات مشہور ہیں ان میں سے چند ملاحظہ فرمائیں۔

بڑھیا کا بیٹا

ایک بڑھیا کے بیٹے کو جناب غوث الثقلین سے بہت محبت تھی۔ اکثر آپ کی خدمت ہی حاضر رہتا۔ دنیاوی کاروبار میں مشغول ہوتا۔ ایک دن اس بڑھیا نے آپ کے حضور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو آپ کی نذر کیا۔ اور اللہ کے لئے اپنا حق اسے معاف کیا۔ آپ اسے تعلیمِ باطن فرمایئے کیوں کہ یہ میرے کام میں تو مشغول نہیں ہوتا ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتا ہے۔ وہ اس لڑکے کو خانقاہِ مبارک میں چھوڑ آتی۔ ایک دن آئی تو دیکھا کہ اس کا وہ بیٹا چنے چبا رہا ہے اور بہت حقیر و ناتواں ہو گیا ہے پھر وہ سیدنا غوث الثقلین کے پاس گئی دیکھا کہ آپ مرغی کا گوشت تناول فرما رہے ہیں۔ عرض کی کہ حضرت آپ تو مرغی کا گوشت تناول فرما رہے ہیں اور میرے بیٹے کو کھانا

نصیب نہیں آپ نے مرغی کی ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا، قومي بإذن الله الذي يُحي العظام وهي رميم خدا کے حکم سے اُٹھ کھڑی ہو جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے مرغی فوراً زندہ ہوگئی اور آوازِ مرغیانہ کرنے لگی۔ آپ نے بڑھیا سے فرمایا، جب تیرا بیٹا ایسا ہو جائے تو جو جی چاہے کھائے۔ (الکلام المبین صاحب علم الصیغہ اور فتاوٰی حدیثیہ)

جنید بغدادی وشبلی رحمہما اللہ تعالیٰ

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ خلیفۂ وقت نے کسی بات پر برہم ہو کر بلا بھیجا حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ تھے۔ جب روبرو ہوئے تو خلیفہ نے برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ حضرت شبلی چونکہ نوجوان تھے اور ان کے پیر کو برا بھلا کہا جا رہا تھا آپ کو جوش آیا تو قالین پر بنی ہوئی شیر کی ہر تصویر پر نظر ڈالی تو وہ مجسم شیر ہو کر خلیفہ کی طرف خوں خار آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ خلیفہ وقت کی اس پر نگاہ پڑی تو مارے خوف کے تھرا گیا اور اپنی جرأت کی معافی مانگی۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے شیر کو فوراً مثلِ سابق کر دیا۔ اور خلیفہ وقت سے فرمایا کہ آپ کچھ اندیشہ نہ کیجئے آپ کو کچھ گزند نہیں پہنچ سکتی۔ آپ خلیفہ وقت ہیں آپ کی اِطاعت اور ادب ہم پر واجب ہے۔ یہ لڑکا ہے آدابِ شاہی سے واقف نہیں ہے آپ کا دل جو چاہے کہیے۔ (فضائل العلم وخشیۃ شرفعلی تھانوی ص ۶۱/۲۵)

تبصرۂ اویسی غفرلہٗ: حضرت جنید بغدادی اور ان کے مرید حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کا کیسا عجیب تصرف واختیار ہے کہ مرید نے تو شیر قالین یعنی، قالین پر بنی ہوئی تصویر کو نگاہِ تصرف سے سچ مچ کا مجسم شیر بنا کر کھڑا کر دیا اور پیر صاحب نے نگاہ ڈالی تو اسے مثلِ سابق بے جان شیر کر دیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ خواصِ

محبوبانِ خدا اپنے خدا کی عطا سے اس کی صفت ''کن فیکون'' (اِحیاء واماتت) کے مظہر ہوتے ہیں۔ جنہیں مردے زندہ کرنے کی شان حاصل ہو ان کے دیگر تصرفات واختیارات میں شک ہو سکتا ہے۔

مولانا روم علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ؎

اولیاء راہست قدرت از اِلٰہ

تیر جستہ باز گردانند زراہ

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو واپس لوٹائیں۔ کیوں کہ اولیاء کا کہا اللہ تعالیٰ کا کہا ہے اگرچہ بظاہر بندے سے ظاہر ہوا ہے۔

نوجوان کی کہَانی

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان مرگیا مجھے سخت صدمہ ہوا نہلانے بیٹھا گھبراہٹ سے بائیں طرف سے غسل کی ابتداء کی، نوجوان نے کروٹ ہٹا کر داہنی کروٹ میری طرف کی میں نے کہا ''جان پدر تو سچا ہے مجھ سے غلطی ہوئی'' (رسالہ قشیریہ)

مُردہ طعنہ نہ سِہ سکا

ایک بزرگ نے عہد کر رکھا تھا کہ کسی شے پر سوار نہ ہوں گا۔ چنانچہ وہ زندگی بھر

پاپیادہ رہے جب وصال ہوالوگ جنازہ لے چلے راہ میں ایک بڑی بی کھڑی تھیں پوچھا کس کا انتقال ہوگیا جواب ملا کہ فلاں بزرگ کا بڑی بی نے کہا یہ وہی بزرگ ہیں جن کا یہ عہد تھا کہ میں سوار نہ ہوں گا۔ لوگوں نے کہا ہاں وہی بزرگ ہیں بڑی بی کہنے لگیں کیوں حضرت آج تو آپ کا عہد ٹوٹ گیا چار پر سوار جارہے ہیں۔ بڑی بی نے اتنا کہا کہ جنازہ چار آدمیوں کے کاندھوں پر سے اُٹھا اب لوگ پیدل جارہے ہیں اور جنازہ اوپر معلق چلا جارہا ہے یہاں تک کہ لوگ جب قبرستان پہنچے جنازہ نیچے آگیا لوگوں نے دفن کردیا۔

قبر میں خود داخل شد

ابورواد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں ایک عبادت گزار خاتون تھیں جودن میں بارہ ہزار تسبیحات کا وِرد کرتی تھیں جب ان کا انتقال ہوااور لوگوں نے ان کی قبر کھودی پھروہ خاتون ان کے ہاتھوں سے نکل کر قبر میں چلی گئیں۔ (صفة الصفوة لابن جوزی)

محبوب بندے زندہ

کسی بزرگ نے ایک بزرگ کو قبر میں اُتارااوران کے سر کے نیچے سے کفن ہٹایااوران کا سر خاک پر رکھنا چاہا تاکہ دربارِ الٰہی میں عاجزی وانکساری ظاہر ہو۔ فوراً بزرگ آنکھیں کھول کر فرماتے ہیں کہ اے شیخ! تو میرے ناز اُٹھانے والے رب کے سامنے ذلیل کرتا ہے۔ پوچھا آپ کا تو انتقال ہوگیا تھا کیا آپ زندہ ہیں؟ فرمایا، ہاں جواللہ کے محبوب ہوتے ہیں وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں اور تجھ کو اگر آج یقین نہیں تو کل روزِ قیامت میں تیری مدد کر کے تجھ کو یقین دلادوں گا۔

بڑھیا کا بیڑا اور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

"سلطان الأذكار في مناقب غوث الأبرار" مطبوعه سنہ ۱۳۳۰ھ بحوالہ "خلاصة القادرية" من تصنيف لطيف شيخ شهاب الدين سهروردي رحمه الله میں ہے کہ ایک دن حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ تفریحاً دریا کی طرف تشریف لے گئے دیکھا کہ چند عورتیں پانی لینے کے لئے دریا پر آئیں اور اپنے اپنے گھڑے بھر بھر کر اپنے گھروں کو چلی گئیں مگر ایک ضعیفہ اپنا گھڑا پانی سے بھر کر دریا کے کنارے پر رکھ کر چادر منہ پر ڈال کر زار و قطار رونے لگی آپ نے رونے کا موجب خادم سے پوچھا ایک نے عرض کی کہ مجھے بخوبی معلوم ہے کہ اس بوڑھی کا ایک اکلوتا بیٹا تھا۔ اس کی شادی خانہ آبادی بڑے احتشام اور دھوم سے ہوئی بارات دلہن کے گھر گئی۔ عقد و نکاح سے فارغ ہو کر بارات دلہن کو ہمراہ لے کر اپنے گھر چلے درمیان میں دریا عبور کرنا تھا۔ کشتی پر سوار ہوئے بقضائے الٰہی ساری بارات ڈوب گئی۔ اس وقت تک بارہ سال گزرے ہیں۔ مگر بڑھیا کے دل کی بے قراری ایسے ہی غم و اَلَم میں گرفتار ہے۔ جس وقت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ نے واقعہ سُنا فرمایا کہ بڑھیا کو میرے پاس لاؤ۔ بوڑھی کو حاضر کیا گیا آپ نے فرمایا تیری درد بھری فریاد سے میں بڑا متاثر ہوا۔ تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ تیری ساری بارات اللہ تعالیٰ سے واپس دلوا دوں گا۔ یہی وعدہ فرماتے ہوئے سر سجدہ میں رکھ دیا اور بارگاہِ ایزدی میں عرض کی کہ مولیٰ اس بڑھیا کی بارات کو نئی زندگی دے کر بارات کو واپس لوٹا دے۔ تین بار اسی طرح عجز و زاری سے التجا کی آخر مالک قدیم نے محبوب کا کہنا خالی نہ کیا اور یکا یک دریا رحمت کو

جوش آیا اور ایک ہی جوش سے کشتی بمعہ اسباب اور گھوڑے اونٹ وغیرہ بارات صحیح وسالم باہر نکل آئی۔ بڑھیا کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ قدموں پر گر پڑی آخر اجازت لے کر شہر میں چلی۔ شہر کو کرامت کا علم ہوا کئی بت پرست مشرف باسلام ہوئے۔

(اقوال) کرامت کو فی نفسہٖ کرامت ماننا کافی ہوتا ہے مگر بعض لوگ قلبی مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اولیاء کرام کی کرامت پر معترض رہتے ہیں یہ کرامت گذشتہ دلائل کی روشنی سے صحیح معلوم ہوتی ہے۔ مولانا برخوردار ملتانی جو دیگر مفید تصنیفات کے مصنف ہونے کے علاوہ شرح عقائد جیسی مشہور ومعروف کتاب کے محشی بھی ہیں، اپنی کتاب غوثِ اعظم ص ۷۷ مطبوعہ ۱۳۳۳ھ میں فرماتے ہیں:

اس پیرزن کا قصہ ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر ہے اور سخت مشہور ہے۔ اس کی شہرت ہی شہرت دلیل صادق معلوم ہوتی ہے اس سے آگے چل کر فرماتے ہیں کہ بعض مردہ دل اس کرامت پر کئی قسم کے خدشات پیش کرتے ہیں کہ اتنی مدت مزید کے بعد بارات کا نکلنا دور از عقل ہے۔ بجز اس کے کہ خلائق عالم قادر حشر ونشر کے آگے یہ امر کیا مشکل ہے۔ یہ نہیں سمجھتے کہ اس سے ایمان میں فرق آتا ہے۔ معجزات اور کرامت کو درحقیقت فعل اللہ ماننا ہے۔

اس کے بعد چند دلائل اسی واقعہ کی توثیق کے لئے بیان فرمائے کہ حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ ''فتوح الغیب'' میں فرماتے ہیں: ثم یرد لهٗ التکوین فیکون ما یحتاج إلیه بإذن اللّٰه۔ یعنی، بعد حصولِ فنا اتم جو کہ غایت احوال وابدال واقطاب ہے کبھی عارف کو تکوین کی خدمت دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے کل ما

یحتاج کوموجود کرلیتا ہے۔ ''بہجۃ الاسرار'' میں حضرت غوث صمدانی ﷺ کا مقولہ ذکر کیا ہے آپ نے فرمایا کہ: أنا حجة اللّٰه عليكم وأنا نائب رسول الله (ﷺ) ووارثه في الأرض يقال لي: يا عبد القادر تكلّم يُسمَع منك۔ یعنی، میں زمین میں نائب ووارث سرور عالم ﷺ ہوں۔ مجھے فرمایا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر جو مانگنا ہو مانگو قبول ہوگا۔ شیخ محقق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتوح الغیب'' کی شرح میں مقولہ تکوین کے نیچے بایں کلمات قلم فرسائی فرمائی ہے۔

پستر از رسیدن بمرتبہ فنا ولایت وابدالیت۔ گاہے رہ کردہ میشود سپردہ می شود بوے پیدا کردن اشیاء وتصرف در اکوان کہ عبادت از خرق عادات وکرامات است پس یافتہ میشود تمام آنچہ احتیاج کردہ میشود بسوئے بدستوری خدا وقدرت وے

یعنی، درحقیقت فضل حق است کہ بردست ولی ظہور یافتہ چنانچہ معجزہ بر دست نبی۔

یعنی، ولایت کی ڈگریوں میں جب بندہ فنائیت وابدالیت کے مقام تک پہنچتا ہے تو اُسے عالم دنیا میں خرق عادت کے طور پر تصرفات کی اجازت مرحمت ہوتی ہے جو قدرت حق کا ظہور ہوتا ہے جیسے معجزات انبیاء قدرت کا ظہور ہوتے ہیں۔

پھر اس کے آگے چل کر لکھا ہے۔ کہ ایں ردو تکوین وعطاء تصرف در کائنات ثابت مذکور است بقول حق سبحانہ وتعالیٰ در بعض کتابہا وے کہ پیغمبران فرستادہ اے فرزند آدم: أطعني تقول لشيء: كُن فيكون۔

یعنی، بندۂ خدا کو تکوین یعنی مُردوں کو زندہ کرنا وغیرہ اللہ تعالیٰ سے عطا ہوتا ہے بقولہ تعالیٰ کے اس نے اپنی بعض آسمانی کتابوں میں فرمایا ہے اے میرے بندے

تو میرا ہو جا جب تو میرا ہو جائے گا تو تُو جسے بھی کہے گا کُن یعنی ہو جا فیکون یعنی تو وہ ہو جائے گا۔

واقعہ مذکورہ کوئی ایسا مخفی نہیں کہ جسے صرف آج کے خوش عقیدت وابستگان دربار غوثیہ بیان کرتے ہیں بلکہ قدیم سے اس نے بہت بڑے علماء وفضلاء اور اولیاء کی قلم ولسان سے شہرت پائی چنانچہ مولانا برخوردار ملتانی محشی ''نبراس'' شرح عقائد کا مقولہ آپ سن چکے ہیں آپ نے لکھا ہے کہ اس کی شہرت دلیل صدق معلوم ہوتی ہے۔ اب ایک عارف غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس سرہٗ کے آخری خلیفہ کے علاوہ قطب الوقت ہونے کے علم میں بے نظیر و بے مثیل تھے، نیز بڑے خدارسیدہ بزرگ تھے ''تحفہ رسولیہ'' میں اپنے صاحبزادہ کی ولایت کی خبر قبل از وقت دی اور نام بھی تجویز کر دیا اور بڑی بڑی کرامتیں ان سے ظاہر ہوئیں۔ ان کا علمی مرتبہ وہی جانتے ہیں جو ان کے سوانح سے باخبر ہیں۔ (مختصر طور پر فقیر نے ان کا تذکرہ اپنی کتاب ''تذکرہ علماء اہل سنت'' میں لکھ دیا ہے) ان کا قصیدہ درباره واقعہ ہذا درج کرتا ہوں یہ قصیدہ وہ مقبول قصیدہ ہے جسے عالم نبیل مولانا حیدر اللہ خان صاحب درانی مجددی نقشبندی نے اپنی کتاب ''درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی'' میں نقل کیا ہے اور فقیر نے مولانا برخوردار ملتانی کی کتاب ''غوث اعظم'' سے لکھا ہے:

قصیدہ مع ترجمہ درباره واقعہ ہذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گویم نخستین حمدِ حق	آں خالق ارض و سما
سب سے پہلے اللہ کی تعریف کرتا ہوں	کہ وہ زمین و آسمان کا خالق ہے

قیوم قادر مقتدر قیوم اور قادر مقتدر ہے	اہلِ طلب را رہنما طالبانِ حق کا رہنما ہے
زان پس درودِ مصطفیٰ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ پر	گویم بصد صدق وصفا درود عرض کرتا ہوں نہایت صدق وصفائی سے
فخر الرُسل خیر الوریٰ آپ رسولوں کے فخر اور تمام کائنات سے افضل	ہادی سُبل نور الہدیٰ اور سیدھی راہوں کے ہادی اور ہدایات کے نور ہیں
بر آل و بر اصحاب او آپ کی آل واصحاب پر	بر جملۂ احباب او جملہ احباب پر اور
بر داخلانِ باب او ان کے دروازہ اقدس پر پڑے ہوؤں	گویم ز جان و دل ثنا پر درود ہو جان ودل سے اس کی تعریف کرتا ہوں
مدحِ جناب محی الدین جناب محی الدین کی مدح کرتا ہوں	آں غوث اعظم بالیقیں آپ یقیناً غوثِ اعظم ہیں
محبوب رب العالمین اور اللہ تعالیٰ کے محبوب	تن راتواں جان راجلا اور عاجزوں کا سہارا اور جان کی روشنی ہیں
دادش خدا قرب آں چناں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا قرب عطا فرمایا ہے	کس نیست یارائے بیاں کہ کسی کو بیان کرنے کی طاقت ہی نہیں
پائے شریفش رامکان اس بلند مرتبہ کا قدم	بر گردنِ کل اولیاء ہر ولی کی گردن پر ہے
باشد کرامتہائے او ان کی کرامتیں سرور انبیاء ﷺ	چون معجزات مصطفیٰ (ﷺ) کے معجزات کی طرح بیشمار ہیں

خارج زحد بیروں زعد — حدش نداند جز خدا
جس کی نہ کوئی حد ہے اور نہ شمار — سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو علم نہیں

مشتے ازاں خروارہا — یکدانہ زاں انبارہا
مشتے نمونہ خروار ہے — اس انبار سے ایک دانہ

سرے ازاں اسرارہا — ظاہر بسازم برملا
ان اسرار سے صرف ایک راز — میں برملا ظاہر کرتا ہوں

روزے بطور خود شدلی — آن پیشوائے ہر ولی
ایک دن بطور خوشی — وہ ہر ولی کے پیشوا

بہر تفرج شد خلی — ازطرف صحرائے فضا
سیر کی خاطر جنگل کی طرف — کھلے میدان میں نکلے

ناگہ گذشتہ سیر او — بر ساحلِ بحر نکو
اچانک آپ کی سیر کا گذر — ایک عجیب دریا کے کنارے پر ہوا

یک پیرزن شد روبرو — نالہ وگریہ ہاؤ ہا
کہ جس پر ایک بڑھیا روتی چلاتی — زاری کرتی ہوئی حاضر ہوئی

قدش کماں زہ از عصا — تیرش زآہ جانگزا
اس کا قد کمان اور اس کا زہ عصا — اس کا قد آہ جانگزا تھی

اشکش رواں چوں سیلہا — لرزاں ولغزاں دست وپا
سیلاب کی طرح سے آنسو جاری تھے — اور ہاتھ پاؤں کو لرزہ تھا

پرسید پیرش از کرم — ازباعث آن دردوغم
اس بوڑھی سے مہربانی فرما کر — دردوغم کا موجب پوچھا

او خوانده حرفے پُر الم	از دفتر آں ماجرا
اس نے اپنے ماجرا کے دفتر سے ایک	پردرد عرض بیان کرتے ہوئے
گفتا کہ از باغِ جہان	یک داشتم سہروراں
کہا کہ باغ جہاں سے	مجھے ایک سرِ رواں نصیب تھا
یعنی کہ فرزندِ جوان	بودہ ست پیری عصا
یعنی نوجوان بیٹا	جو کہ بڑھاپے میں میرا سہارا تھا
تابندہ و فرخندہ خو	خوشبو سیر چوں نافہ جو
نہایت حسین اور مبارک عادت	بہترین خصلتوں والا
یک جلوہ دیدار او	صد دردمنداں را دوا
اس کے دیدار کا ایک جلوہ	درد مندوں کی دوا تھا
جود و جمالش آیتے	حُسن و سخایش غایتے

اس کی سخاوت اور جمال اللہ تعالیٰ کی آیت تھی اور نہایت حسین اور سخی

مشتاق او ذراتے	محتاج او اہل بوا
مشہور لوگ اس کے مشتاق رہتے	اور پھر محتاجوں کا کیا پوچھنا
از خون و دل دادن لبن	جاں دادش بر جان و تن
دل کے خون سے میں نے اسے دودھ پلایا	اس کی جان و تن پر میں نے جان دیدی
فارغ نزد یکدم زدن	در خدمتش صبح و مسا

اس کی تربیت سے ایک لحظہ میں فارغ نہ تھی بلکہ اس کی خدمتمیں شام و سحر حاضر باش تھیں

دندانش چوں شد دانہ خا	کردم ز شیر او را جدا
اس کے دانت جب پیدا ہوئے	تو میں نے اسے دودھ سے دور کیا

هر چیز کم دادہ خدا — مصروف کردم در غذا
جو شے اللہ تعالیٰ نے مجھے دی — اس کی غذا پر میں نے صرف کردی

چون دیدہ کردم پرورش — نادیدہا دادم خورش
آنکھ کی طرح اس کی پرورش کی — نایاب چیزوں کی خوراک دی

مندیل زریں بر سرش — نعلین سیمیں زیر پا
سنہری رومال اس کے سر پر — چاندی کی نعلیں اس کے پاؤں میں

پوشاک آں پاکیزہ تن — مشروع ململ گلبدن
اس کے جسم کی پوشاک — اعلیٰ قسم کی ململ تھی

زربفت چینی خز ختن — دیبا با علام طلاء
چینی زربفت ختن کا ریشم — جس پر طلائی نقش منقوش تھے

بودم بر دیش شادماں — داخل بسلک بیغمان
اس کے منہ سے میں نہایت مسرور تھی — بیغم لوگوں کی جماعت میں رہتی تھی

یادم نہ در روز و شباں — جز شغل آں راحت فزا
ہر دن رات میری اس کے — شغل میں بسر ہوتی رہی

چوں شد بقوت بال او — حیراں جہاں بر حال او
جب اس کے بال جمے — تو اس حال پر لوگ بڑے حیران تھے

شیر ژیان پامال او — ہمدست شد با اژدھا
مست شیر بھی اس کے سامنے عاجز تھے — اژدھائی طاقت رکھتا تھا

گفتم بدل از بند او — بینم رخ فرزند او
دل میں خیال آیا کہ کہیں اس کا بیاہ کروں — تا کہ اس کی اولاد اپنی آنکھوں سے دیکھوں

دادم ازاں پیوند او	با خاندانِ ذوالعلاء
چنانچہ اس کا عقد و نکاح	تمام اسباب تیار ہونے لگے
رسم شگون شد ساختہ	اسباب شد پرداختہ
شادی کے رسوم تیار ہونے لگے	تمام اسباب تیار ہونے لگے
قصر سرور ارفراختہ	کردم بر آتش رابنا
ایک مکان عالیشان تیار ہوا	شاید آگ پر اس کی بنا ہوئی
گشتہ برات اُو روان	با کرّ و فر خسروان
اب بارات روانہ ہو پڑی	شاہوں کے کرّ وفر کی طرح
آلات شادی درمیان	دف و دہل قرناؤ نا
شادی کے اسباب کے ساتھ	دف۔ دہل۔ قرنا نے وغیرہ
دادم بسے ہمراہ را	یکسر گداؤ شاہ را
اس کے ساتھ بہت لوگوں کو بھیجا	جس میں بہت امیر و غریب تھے
چون قطع کردم راہ را	آسودم از رنج وعنا
جب سفر طے ہوگیا	رنج و تکلیف دور ہوئی
آن طرف ثانی یک طرف	ورھا کشادند از صدف
دوسری طرف والوں نے	صدف سے موتی کھولے
دادند سیم و زر بکف	کردند مہماں را عطا
بہت سیم و زر عنایت ہوئے مہمانوں کو	
کردند حاضر اطعمہ	شیریں و شوریں ہمہ
طعام حاضر ہوئے	نمکین و شیریں

شاہی کباب وکورمہ شاہی کباب اور قورمہ	حوائے چین رومی پلاء اور چینی حلوے اور رومی پلاؤ
شیریں برنج انبارھا میٹھے چاول بہت تھے	حلواو نان خلوارھا حلوہ پوڑی کا تو حساب ہی نہ تھا
بادام وشکر بارھا کھانڈ و بادام کثیر تھے	خمہاز آچارو ابا! آچارو چٹنیوں کے خم پر خم تھے
دادہ جہاز آن ذوالقدر اس ذی قدر نے اپنی لڑکی کو جہیز دیا	زیور فزوں آوندزر زیور بے شمار اور سونے کے برتن
صد نافۂ مشک تتَر تاتار کے مشک کے کئی ڈبے	صد نیفۂ ثوب صفا قسم قسم کے کپڑے
اسپان مرصع زین وقس گھوڑے زین والے دیگر جانور	استر شترھا بارکش استر شتر بار بردار
واھان غلام ماہ وش ساتھ ساتھ حسین نوکر	دیگر نفائس بے بہا علاوہ ازیں دیگر نفیس اشیاء بے بہا
چونکہ بزہرہ شد قرین زہرہ کے ساتھ ہمارا ستارہ قرین تھا	در ساعت نیکو ترین اچھی ساعت میں
گشتیم زآنجا رہگزین ہم واپس روانہ ہوئے	باصد ہوس باصدرجا بڑی خوشی اور بلند اُمیدوں کے ساتھ
درکشتی ایں بحرخون اس خونی دریا میں کشتی پر سوار ہو کر	آمد برات از بخت دون بارات داخل ہوئی

کشتی چو گردون شد نگوں — شد غرق طوفان فنا

کشتی الٹی تو تمام طوفان — میں غرق ہو گئے

نوشہ عروس و ہمرهاں — در طرفۃ العین نا گہاں

دولہا دلہن سمیت اور ہمراہی بھی — طرفۃ العین میں اچانک سب

گشتند در دریا نہان — گویا نہ بودہ گاہ بقا

دریا میں ڈوب گئے گویا وہ — تھے ہی نہیں

یک من بماندم زان ہمہ — میشے نشان از رمہ

ان تمام میں سے صرف میں رہ گئی ہوں — جیسے ریوڑ سے ایک بھیڑ بچ جائے

ورد زبانم ھر دمہ — ہیہات واویلا ووا

اب ہر لحظہ میری زبان پر — ہیہات اور واویلا ہے

زیں زندگی درد و زخم — از بار غم شد پشت خم

اس زندگی میں درد اور زخم نصیب ہوئے — غم کے بوجھ سے میری پشت ٹیڑھی ہو گئی

ہر دم شود افزوں نہ کم — سوز و گداز و جانگزا

روز بروز ترقی ہے نہ کمی — سوز ہے آہ گداز ہے اور جانگزا ہے

شد سالہا اثنا عشر — کافتادہ در خرمن بشرر

بارہ سال ہوئے — کہ میری خرمن میں چنگاری سی پڑی ہے

روز و شبم در شور و شر — یکدم نیم از غم جدا

ہر دن شور و شر میں ہوں — ایک لحظہ بھی غم سے جدائی نہیں

آن شاہ کہ حکمش بود کن — در گوش کرد ایں سخن

وہ شہ کہ جس کا حکم بھی کن کا حکم رکھتا ہے — جب کا یوں سے یہ کہانی سنی

از قصۂ زال کہن — زد جوش دریائے عطا

بڑھیا کے قصے سے — ان کے دریا نے جوش مارا

گفتہ کہ اے غمخوارۂ — در دشت غم آوارۂ

کہ اے بڑھیا غمخوردہ — غم کے جنگل بھی آوارہ

سازم برایت چارۂ — خواہم زحق بہرت دُعا

کے لئے چارہ کرتا ہوں — اللہ تعالیٰ سے تیرے لئے دعا مانگتا ہوں

تا زندہ گردد پور تو — ظاہر شود مستور تو

تا کہ تیرا بیٹا زندہ ہو جائے — اور تیرا چھپا ہوا بیٹا ظاہر ہو جائے

آسان شود معسور تو — از قدرت رب السماء

اور تیری مشکل آسان ہو جائے — آسمان والے رب کی قدرت سے

پس پیر پیرانِ صفاء — در سجدہ شد پیشِ خدا

پھر اللہ والوں کا پیشوا — اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوا

با عجز زاری وبکاء — شد ہمتش مشکلکشا

نہایت عجز زاری اور آہ وفغاں کی — آپ کی ہمت سے مشکل حل ہوئی

یارب مرآن اموات را — در جوف حوت اقوات را

اے میرے اللہ ان سب مُردگان کو — جو مچھلیوں کے پیٹ میں پڑے ہوئے ہیں

ہر جز جز اشتات را — از فضل خود زندہ نما

ہر ایک ایک ریزہ ریزہ شدہ انسان کو — اپنے فضل وکرم سے زندہ کر دے

سر بد بسجدہ ہمچنان — کز جائے غرق آمد فغان

آپ ابھی سر بسجود تھے — کہ غرق ہونے والی جگہ سے فریاد آئی

کشتی پُر از مردان زنان — پیدا شُده بر روئے ما

مردوں اور عورتوں سے کشتی بھرپُور تھی — پانی پر ظاہر ہوئی

شد اہل کشتی را گذر — سالم بساحل بے خطر

تمام کشتی والوں کا صحیح سالم ہو کر — کنارہ پر بے خطر گذر ہوا

در غرق مردن بے خطر — با آن جلو با وآن جلا

دریا کے غرق سے بے خطر — اس رونق اور کرّ وفر میں

نوشہ بآن تاج وکمر — در دست اُو تیغ سپر

دولہا اسی تاج وکمر سے — اور ہاتھ میں تیغ و سپر بھی

بانو نشستہ حجلہ در — پیشش پرستاران بپا

اپنی دولہن کے ساتھ ڈولی میں بیٹھا ہوا — اور ان کے سامنے نوکر خدمت میں کھڑے تھے

قوال ومطرب بذلہ گو — نقال در نقل نکو

قوال اور میراثی بدستور غزل سرا تھے — نقل بدستور نقل کر رہا تھا

خمار می ریز از سبو — یاران بدید در ہُو وھا

گھڑے سے خماری ریز تھے — دوستوں کو دیکھا ہاو ہو میں

مادر پسر شد مجتمع — غمہا ز دل شد منقطع

ماں بیٹا جمع ہوئے — غم دل سے بھاگ نکلے

ایں قصہ را شد مستمع — ھر کس ز ذُکران ونساء

اس قصہ کو سننے والے — ہر مرد وعورت سننے والے ہوئے

ظاہر چو شُد این طرفہ سر — بسیار منکر شد مقر

جب یہ کرامت ظاہر ہوئی — تو بہت کافر مسلمان ہو گئے

کشتند کافر منکسر کافر ذلیل ہوئے	شد مومنان را اعتلاء اہل ایمان کو بلندی نصیب ہوئی
چون این کرامت شد مبین جب کرامت ظاہر ہوگئی	شد خلق را راسخ یقین تو مخلوق کے اعتقادات راسخ ہوگئے
بر وعد رب العالمین کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ	بر حشر ونشر وبر جزا حشر ونشر وجزاء برحق ہے
اے محی دین عالی قدر اے غوث الاعظم عالی قدر	رُوئے قبلۂ جن و بشر آپ ہیں جن و بشر کے قبلہ
سوئے غلام خود نگر اس غلام کی طرف نظر کرم ہو	از راہ الطاف وعطاء عطا والطاف سے
غرقم بدریائے بدی میں بھی برائی کے دریا میں غرق ہوں	حرقم بنیرانِ خودی خودی کی آگ میں جل رہا ہوں
یا مُلتجائِی خُذْ یَدِیْ اے میرے سہارا مجھے سہارا دیجئے	اَخْرِجْ مِنْ اَمْوَاجِ الْهَوَا خواہشات نفسانی کی موجوں سے نکالئے
شیطان نمودہ اشتلم شیطان نے مغلوب کردیا ہے	از راہ نیکی کردہ گم اور نیکی کی راہ سے گمراہ کردیا
از غفلتم نوشاند خم غفلت سے مجھے پیالہ پلادیا	کردست سرمست وخطا خطا میں بدمست بنا دیا ہے
نفس است اندر سرکشی نفس سرکشی میں ہے	در بخل وحرص زر کشی بخل میں ہے حرص میں ہے زرکشی کے خیال میں ہے

دارد بغیر حق خوشی — دائم بدام ما سواء

غیر اللہ کی جانب خوشی میں ہے — ہمیشہ ماسوائے کی پھانسی میں ہے

اے صاحب ارشاد من — در گوش کن فریاد من

اے میرے مرشد — میری فریاد سُنئے

میخواہ از ایشاں داد من — درد مرا در مان نما

نفس وشیطان سے مجھے بچائیے — میرے درد کا علاج فرمائیے

ہستم قصوری در لقب — سازم حضوری با ادب

میرا لقب قصوری ہے — ہمیشہ با ادب حضوری ہو

از فیض شاہان کے عجب

شاہوں کے فیض سے کچھ بعید ہے

بخشش بمسکین وگدا

جو کہ مسکین وگدا پر بخشش فرمادیں

چیل زندہ شد

امام دمیری رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے شیخ عبد القادر ؓ ایک دن وعظ فرمارہے تھے۔ ہوا تند و تیز تھی اس طرف سے ایک چیل چکر لگا کر شور کرتی ہوئی آئی جس کی وجہ سے سامعین کو وعظ سننے میں تشویش ہونے لگی۔

شیخ قدس سرہٗ نے ہوا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس چیل کا سر پکڑ لے۔ وہ چیل اسی وقت نیچے آپڑی کہ وہ خود ایک طرف پڑی تھی اور اس کا سر تن سے جدا ہو کر دوسری طرف پڑا ہوا تھا۔ یہ ماجرہ دیکھ کر شیخ قدس سرہٗ، وعظ کی کرسی سے اُتر پڑے اور

چیل کو ایک ہاتھ میں لیا اور اپنا دوسرا ہاتھ اس پر پھیرتے ہوئے فرمایا، بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم وہ چیل زندہ ہو کر اُڑ گئی اور سب حاضرینِ مجلس یہ ماجرہ دیکھ رہے تھے۔ دمیری فرماتے ہیں کہ ہم تک اسناد صحیح سے یہ بات پہنچی ہے۔ (کرامات غوث اعظم)

مُردوں کو زندہ کرنا:

وہ کہہ کر قم باذن اللہ جلا دیتے ہیں مُردوں کو
بہت مشہور ہے احیائے موتیٰ غوثِ اعظم کا

سارنگی ساز زندہ کیا گیا

''اسرار السالکین'' میں ہے کہ ایک دن آپ بازار تشریف لے جا رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک نصرانی اور ایک مسلمان میں مباحثہ ومجادلہ ہو رہا ہے۔ نصرانی بہت سے دلائل سے اپنے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت ثابت کر رہا تھا۔ آخر میں نصرانی نے کہا کہ میرے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قم باذن اللہ کہہ کر مُردے زندہ کردتے تھے۔ تم بتاؤ تمہارے پیغمبر نے کتنے مُردے زندہ کیے ہیں۔ یہ سن کر مسلمان نے سکوت اختیار کرلیا۔ یہ سکوت سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو نہایت ناگوار معلوم ہوا اور نصرانی سے ارشاد فرمایا کہ میرے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادنیٰ معجزہ یہ ہے کہ ان کے ادنیٰ خادم مُردوں کو جلا سکتے ہیں۔ تو جس مردہ کو کہے اسے میں ابھی زندہ کردوں۔

یہ سن کر نصرانی آپ کو ایک بہت ہی پرانے قبرستان میں لے گیا اور ایک بہت ہی پرانی قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ اس مُردہ کو زندہ کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ قبر ایک قوال کی ہے اور تیرے پیغمبر قم باذن اللہ کہہ کر مُردوں کو جلاتے تھے (یعنی، اُٹھ اللہ کے حکم سے) مگر میں کہتا ہوں قم باذنی (یعنی، اُٹھ میرے حکم سے)

صرف اتنا کہنا تھا کہ قبر شق ہوگئی اور صاحبِ قبر جو قوال تھا اپنے ساز و سامان کے ساتھ قبر سے گاناگاتا باہر آگیا اور کلمۂ شہادت پڑھا یہ دیکھ کر نصرانی مسلمان ہوگیا اور بصدق دل ایمان لایا اور آپ کے خدام میں داخل ہوگیا۔ (تفریح الخاطر)

فقیر کا ڈنڈا

مولوی اشرفعلی تھانوی کراماتِ اولیاء کے ضمن میں ایک درویش کا قصہ لکھتا ہے کہ ان کی بود و باش جنگل میں تھی مہمانوں کی بہتات کی وجہ سے سودا وغیرہ بازار سے خریدنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تو اپنے ڈنڈے کو فرمایا بندہ ہوجا وہ فوراً بندہ (انسان) کی صورت میں متمثل ہوکر سامنے آجاتا۔ آپ اسے لنگر کے سامان (آٹا۔ گھی وغیرہ) کے لئے فرماتے وہ تعمیلِ فرمان کر کے بازار چلا جاتا۔ سامان لاکر درویش کی خدمت میں پیش کرتا درویش اسے فرماتے ڈنڈا ہوجا۔ وہ فوراً ڈنڈا بن جاتا۔ (جمال الاولیاء)

تبصرۂ اویسی غفرلہٗ۔ درویش صاحبِ تمکین تھا اور فقیر اویسی رسالہ ہذا کے مقدمہ میں لکھ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے صاحبِ تمکین ہوتے ہیں جب وہ اس مرتبۂ تمکین پر پہنچتے ہیں تو وہ کُن کہہ کر یا کوئی بھی کلمہ کہہ کر من جانب اللہ اشیاء کی ایجاد کے ماذون ہوتے ہیں اگرچہ یہ حوالہ مخالفین کے معتمد علیہ تھانوی کا ہے لیکن پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ اولیاء کی کرامات، انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا عکس ہوتی ہیں۔ یہ کرامت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کا عکس ہے کہ وہ بھی ڈنڈے کو فرماتے اژدھا بن وہ اژدھا بن جاتا اس کے بعد فرماتے ڈنڈا ہوجا فوراً اژدھا سے ڈنڈا بن جاتا۔

صرف نمونے کے طور پر چند واقعات پیش کئے ہیں ورنہ اس پر دفاتر بھی ناکافی ہیں۔

فقط والسلام

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۲۵ شوال ۱۴۲۶ھ

ضروری ہدایات

۱۔ مذہب اہلسنت و جماعت پر قائم رہیں۔ اہلسنت کے جتنے مخالف فرقے ہیں ان سب میں سے کسی کی صحبت میں نہ بیٹھیں اور اپنے دین وایمان کی دولت کو محفوظ رکھیں۔

۲۔ نماز پنجگانہ کی پابندی نہایت ضروری ہے خواہ انسان مقیم ہو یا مسافر۔ جتنی نمازیں قضا ہوگئی ہوں وہ سب نمازیں ادا کریں۔

۳۔ رمضان المبارک کے روزے رکھنا بھی فرض ہے، کسی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے کل یا بعض قضا ہو گئے ہوں تو ان کو ادا کرنا لازم ہے۔

۴۔ جو مسلمان مالدار ہے، مالک نصاب ہے، سال گذرنے پر اس پر فرض ہے کہ زکوٰۃ ادا کرے اور سال گذرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرے گا تو بھی زکوٰۃ ہو جائے گی۔ او جتنے سال کی زکوٰۃ ادا کرنا باقی ہے حساب کر کے ادا کرے۔

۵۔ جو مسلمان صاحب استطاعت ہو، مالدار ہو اس پر حج کرنا بھی فرض ہے۔ ایسا شخص جو حج نہ کرے اس کے لیے حدیثوں میں سخت وعید آئی ہے۔

۶۔ شریعت مطہرہ کی پابندی کریں شریعت کے مطابق چلیں اور شریعت کی مخالفت سے بچیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے اور برے کاموں سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

۷۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا علامہ الشاہ احمد رضا خان صاحب قدس سرہ العزیز کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ ان کا مسلک مذہب اہلسنت و جماعت ہے۔ حرمین طیبین، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، عرب و عجم کے علماء کرام نے اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز کو اپنا امام و پیشوا تسلیم کیا ہے اور اس صدی کا مجدد مانا ہے۔ مولا عزوجل ہم سب کا بزرگان دین کے وسیلہ جلیلہ سے ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ آمین۔

دستخط: محمد فیض احمد اویسی غفرلہ   محرم الحرام ۱۴۲۸ھ